بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

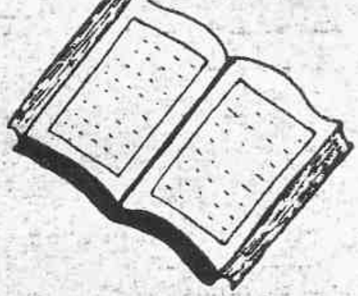

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفرقان

ستمبر ۱۹۶۵ء

مدیرِ مسئول
ابو العطاء جالندھری

غیر ممالک میں تبلیغی مساعی

سنگاپور میں تین مجاہدین اسلام

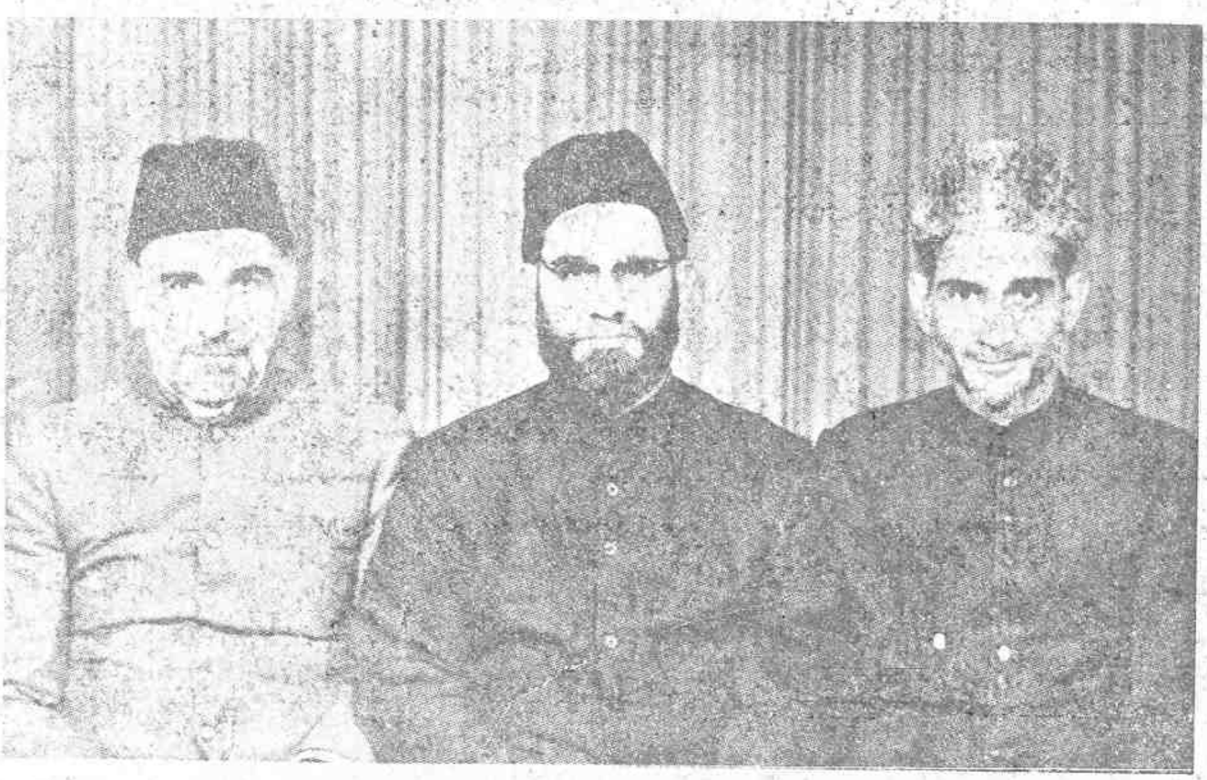

درمیان میں مولانا محمد صادق صاحب ہیں - آپ نے نومبر ۱۹۳۰ سے دسمبر ۱۹۳۵ اور مارچ ۱۹۳۸ سے اپریل ۱۹۴۶ء تک سماٹرا میں - دسمبر ۱۹۴۹ سے مارچ ۱۹۵۶ اور دسمبر ۱۹۵۸ء سے اگست ۱۹۶۲ء تک سنگاپور اور ملایا میں فریضۂ تبلیغ ادا فرمایا -

دائیں طرف مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ہیں - آپ مئی ۱۹۳۷ء میں بلاد عربیہ اور پھر سیرالیون گئے - دوبارہ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک اور ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۹ء تک وہیں متعین رہے - لائبیریا میں ایک سال قیام کے بعد ۱۹۶۲ء میں سنگاپور گئے اور اب وہیں مقیم ہیں -

بائیں طرف مولوی محمد سعید صاحب انصاری ہیں آپ نے دسمبر ۱۹۴۶ء سے مارچ ۱۹۴۸ء اور جنوری ۱۹۶۱ء سے جون ۱۹۶۲ء تک سنگاپور میں کام کیا - دسمبر ۱۹۴۹ سے ستمبر ۱۹۵۹ء تک شمالی بورنیو میں تبلیغ حق کی - اس کے علاوہ انڈونیشیا اور ملیشیا میں بھی خدمت کا موقع ملا -

جلد ۱۵ شمارہ ۹ | ماہنامہ **الفرقان** ربوہ | جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ ستمبر ۱۹۶۵ء

ترتیب

- یسوع مسیح کی دعا سنی گئی یا نہیں ؟ ص ۲
- درس القرآن (ووجدك ضالًا کے معنے) ص ۳
- درس الحدیث (غزوۃ الہند کی پیشگوئی) ص ۶
- شذرات ص ۷
- ضرورتِ مذہب ص ۹
- دیارِ حبیب میں (نظم) ص ۱۷
- مقامِ عبودیت اور رحمتِ خداوندی (نظم) ص ۱۸
- محمود مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ (نظم) ص ۱۹
- جب دعا ہم سفر نہیں ہوتی (نظم) ص ۲۰
- حضرت مسیحؑ نے کس کے گناہ اٹھائے اور کس کی نجات ہوئی؟ ص ۲۱
- تین ضروری اقتباسات ص ۲۵
- مصلح الدین سعدی مرحوم کا ذکرِ خیر ص ۲۷
- مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے (اقتباس) ص ۳۰
- الحاج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری کا ذکرِ خیر ص ۳۲
- حاصلِ مطالعہ (حدیثِ مجدد کا تذکرہ) ص ۳۴
- بیعت کرنا کیوں ضروری ہے ؟ ص ۳۶

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ کا برقی پیغام

اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مکمل تعاون اور مدد کی یقین دہانی

وطنِ عزیز کے دفاع کے لئے ہر مطلوبہ قربانی بجا لانے کا عہد

ربوہ — مورخہ ۶ ستمبر کو پاکستان پر بھارت کے جارحانہ حملہ کی اطلاع موصول ہونے پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی خدمت میں ایک برقی پیغام ارسال فرمایا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

بخدمت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدرِ پاکستان راولپنڈی

مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی قلق اور صدمہ ہوا ہے کہ بھارتی حکومت نے بزدلانہ طور پر ہماری مقدس سرزمین پر جارحانہ حملہ کیا ہے امتحان و آزمائش کے موجودہ وقت میں پوری کی پوری قوم یک جان ہو کر فردِ واحد کی طرح آپ کے پیچھے ہے۔ میں اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کو دل و جان کے ساتھ مکمل تعاون اور مدد کا یقین دلاتا ہوں۔ اس نازک موقع پر ہم ہر مطلوبہ قربانی بجا لانے کا عہد کرتے ہیں — میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے بے پایاں فضل کے نتیجہ میں اپنی خاص امداد سے آپ کو نوازے اور ہم سب کو اپنے وطنِ عزیز کا دفاع کرنے کی طاقت و ہمت عطا فرمائے یہاں تک کہ ہم اس کے فضل سے کلّی طور پر فتحیاب ہوں اور ہمارے کشمیری بھائی آزادی سے ہمکنار ہوں — پاکستان پائندہ باد !

مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ

یسوع مسیح کی دُعا
سُنی گئی یا نہیں؟

اناجیل میں لکھا ہے کہ:-

(الف) "اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور مُنہ کے بل گر کر دُعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو" (متی ۲۶/۳۸-۳۹)

(ب) "وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کے دُعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔ (مرقس ۱۴/۳۵)

(ج) "گھٹنے ٹیک کر یوں دُعا مانگنے لگا کہ اے باپ! اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ اسکو دکھائی دیا۔ وہ اُسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا" (لوقا ۲۲/۴۱-۴۴)

(د) "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی" (عبرانیوں ۵/۷)

مسیحی صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ ان عبارتوں پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ:-

اوّل - اگر یسوع مسیح خود خدا تھا یا خدا کا بیٹا تھا تو وہ اتنی عاجزانہ اور دردمندانہ دعائیں کس سے کرتا تھا؟ - اگر موت وحیات کا مالک خود یسوع مسیح تھا تو اُسے ان دُعاؤں اور التجاؤں کی کیا ضرورت تھی؟ کیا یہ دُعائیں اس بات کی واضح دلیل نہیں کہ یسوع مسیح ہرگز ہرگز خدا نہ تھا؟ وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک انسان تھا۔ اسی لئے وہ سُنت انبیاء کے مطابق مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتا تھا۔

دوم - ان تصریحات میں یسوع مسیح نے موت کے پیالے کے ٹالے جانے کے لئے التجا کی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا آپ موت سے ڈرتے تھے؟ کیا محض موت کے تصور سے آپ کی جان لبوں پر آگئی تھی اور "سخت پریشانی" کی کیفیت طاری تھی؟ موت ہر انسان پر آتی ہے۔ خدا کے برگزیدہ بندے موت سے اس طرح گھبرایا نہیں کرتے۔ اور حضرت مسیح یقیناً خدا کے مقدس نبی تھے اسلئے مسیحی صاحبان سوچیں کہ یسوع مسیح کی حالت اس درجہ گھبراہٹ کی کیوں تھی؟

اگر ہم سے پوچھا جائے تو ہمارا جواب صاف ہے کہ یہودی یسوع مسیح کو صلیبی موت سے مارنا چاہتے تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم اس طرح یہ ثابت کر دینگے کہ یسوع مسیح اپنے نبی ہونیکے دعویٰ میں جھوٹا تھا کیونکہ جھوٹا دعویٰ نبوت از روئے بائیبل موجب قتل تھا۔ (استثناء $\frac{18}{20}$) نیز لکھا تھا کہ:-

"وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (استثناء $\frac{21}{23}$)

گویا یسوع مسیح کے لئے صرف موت نہیں بلکہ ایسی موت درپیش تھی جو بائیبل کے مطابق لعنتی موت ہے اور اس موت سے مرنیوالا انسان یہودیوں کی نظر میں قطعی طور پر جھوٹا اور کذاب قرار پاتا ہے۔ پس یہ موت حضرت مسیح کے مشن کو برباد کرنیوالی تھی۔ راہِ خدا میں شہادت والی موت سے حضرت مسیح ہرگز ڈر نہ سکتے تھے انہیں یہ بے انتہا بے چینی اور پریشانی محض اس وجہ سے تھی کہ یہودی انہیں اس موت سے مارنا چاہتے تھے جو انکے مشن کو تباہ کرنیوالی تھی اسی لئے انہوں نے ہر رنگ میں خدائے قادرِ مطلق سے دعائیں کیں۔

سوم - اب ایک اہم بنیادی سوال مسیحی صاحبان کے سامنے یہ ہے کہ آیا انکے عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح کی دعا قبول ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اگر یہ دعا قبول نہیں ہوئی تو صاف ظاہر ہے کہ یہ صورت مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کے شایانِ شان نہیں ہے نیز اس سے بائیبل کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ:-

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اسکو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی۔"

(عبرانیوں $\frac{5}{7}$)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کی دعائیں موت سے بچنے کیلئے تھیں اور اس قادرِ مطلق خدا سے تھیں جو اسے موت سے بچانے پر قادر تھا۔ پھر اس حوالہ میں یہ بھی صریح طور پر بیان موجود ہے کہ یسوع مسیح کے تقویٰ کے باعث ان کی یہ دعا سُنی گئی۔

اب جب یسوع مسیح کی یہ دعا قبول ہو گئی تو اسکے معنے یہ ہوئے کہ خدائے قادرِ مطلق نے ان کو صلیبی موت سے بچا لیا۔ اب عیسائی صاحبان سوچیں کہ ان کا صلیبی موت کا عقیدہ نیز کفارہ کا اعتقاد اور پھر مسیح کی الوہیت کا وہم کس طرح قائم رہ سکتے ہیں ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

درس القرآن المجید

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کا صحیح مفہوم

عیسائیوں کے اعتراض کا جواب

وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

ترجمہ - چاشت کے وقت کو اور رات کو جب وہ تاریک ہو جائے بطور گواہ پیش کرتا ہوں - کہ تیرے پروردگار نے نہ تجھے ترک کیا اور نہ تیرا دشمن ہوا ہے - ہر آنے والی گھڑی 'یا آخرت' تیرے لئے پہلی گھڑی یا اس زندگی سے بہتر ہے - یقیناً تیرا رب تجھے اس قدر عطا دیگا کہ تو ہر طرح سے راضی ہو جائیگا - کیا اس نے تجھے یتیم پاکر پناہ نہ دی تھی ؟ اس نے تجھے ضال پایا اور رہنمائی فرمائی - اس نے تجھے تنگ دست پاکر غنی کر دیا پس اب تو بھی یتیم سے سختی نہ کیجیو - اور سائل کو نہ ڈانٹیو - اور اپنے رب کی نعمتوں کو ہمیشہ بیان کرتے اور پھیلاتے رہیو -

تفسیر - مکی زندگی کی ان گیارہ آیات والی اس سورۃ میں کتنے حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں ان کے لئے ایک دفتر درکار ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکی زندگی کے پُر آشوب زمانہ کو ظلمت سے مشابہت دی ہے اور آخر کار ان ظلمتوں کے چھٹ جانے کی بشارت دی ہے - انجام بتائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور ہے - اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے اور وہ آپ کو اپنے بے مثال فضلوں سے نوازتا رہے گا - اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ڈھال ہے - فرمایا اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ کہ اے نبی! تو یتیم تھا ہم نے تجھے پناہ دی - تو ضال تھا ہم نے تیری رہنمائی کی - تو تنگ دست تھا ہم نے تجھے غنی کر دیا -

اِن آیات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حالتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے مقابل اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلی حالت یعنی یتیمی جسمانی طور پر انتہائی بے چارگی کی حالت ہے۔ تنگ دستی مالی طور پر انسان کو بے بس بنا دیتی ہے۔ ضال کی حالت فکری بے چارگی کی حالت ہے۔ وہ طالب ہدایت ہے، راہِ حق کا متلاشی ہے مگر دنیا میں اس کے لئے رہنما نہیں ہے، فرمایا کہ اس فکری بے چارگی میں بھی ہم نے تیری رہ نمائی کی اور تجھے کامل ہدایت سے نوازا۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن تینوں حالتوں کے مقابل پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو تین حکموں سے مخاطب فرمایا ہے۔ پہلی حالت پر پہلا حکم یہ دیا فاما الیتیم فلا تقھر کہ یتیم کے ساتھ سختی کا سلوک نہ کیا جائے۔ دوسری حالت جو ووجدك ضالاً فھدیٰ کی تھی۔ اس کے مقابل فرمایا اما السائل فلا تنھر کہ تو سائل کو مت جھڑکیو۔ تیسری حالت کے مقابل پر فرمایا واما بنعمة ربك فحدث کہ جو غنی و ثروت مادی و روحانی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آپ ہمیشہ اس کا قولی و عملی تذکرہ فرمائیں۔ اس ترتیب احکام پہ تدبر کرنے سے قطعی طور پر طے ہو جاتا ہے کہ آیت ووجدك ضالاً میں ضال سے مراد سائل ہے نہ کچھ اور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حالتوں کے مقابل پر تین احکام دیئے گئے ہیں۔ اس تقابل سے عیاں ہے کہ آیت میں ضال کے مقابل پر سائل کا لفظ ہے۔ اِس سے ضال کے معنے واضح ہیں۔

لغت کے رُو سے ضَلّ کے معنے غائب ہونے کے بھی ہوتے ہیں۔ المنجد میں لکھا ہے اُضلّہٗ: غیّبہٗ۔ مفہوم آیت صاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی محبت میں فنا ہو گئے اور اسی سے مزید رہ نمائی کے طالب ہوئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ووجدك ضالاً فھدیٰ کہ ہم نے تجھے سچا طالب اور اپنی محبت میں فانی پا کر تیری رہ نمائی کی۔

قرآن مجید نے دوسری آیات میں صراحت فرما دی ہے کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتقادی اور عملی طور پر حق پر قائم رہے ہیں۔ آپؐ کے عقائد یا اعمال میں کبھی ضلالت اور گمراہی واقع نہیں ہوئی۔ فرمایا وَمَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (النجم: ۲) کہ یہ نبی نہ کبھی اعتقادی طور پر گمراہ ہوا ہے اور نہ ہی عملی طور پر راستہ سے بھٹکا ہے۔ اِس آیت کی روشنی میں قطعی طور پر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری آیت میں ضال کا لفظ کامل محب اور فانی کے معنوں میں ہی وارد ہوا ہے۔ یہی معنے معقول ہیں اور یہی مفہوم درست ہے اسلئے کسی پادری صاحب کا یہ کہنا کہ "علماء اسلام نے آج تک کوئی معقول معنے نہیں بتائے" صحیح بیان نہیں۔ وما علینا الّا البلاغ المبین +

درس الحدیث

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی

مسلمانوں کے لئے ایک ایمان افزا خوشخبری!

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَھُمَا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ۔ (النسائی کتاب الجہاد باب غزوۃ الھند جلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خاص طور پر جہنم سے بچائیگا۔ ایک گروہ جو ہندوستان سے جنگ کرے گا دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیت میں ہوگا۔"

تشریح۔ حضرت امام نسائی نے اِس باب میں مندرجہ بالا حدیث سے قبل حضرت ابوہریرہؓ کی حسب ذیل روایت بھی درج فرمائی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:۔

وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ الْھِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُھَا اُنْفِقْ فِیْھَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاِنْ قُتِلْتُ کُنْتُ اَفْضَلَ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْھُرَیْرَۃَ الْمُحَرَّرُ

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعدہ دیا تھا کہ ہماری ہندوستان سے جنگ ہوگی سو اگر مَیں نے اس موقعہ کو پالیا تو مَیں اس میں اپنی جان اور اپنا مال خرچ کر دونگا۔ اور پھر اگر مَیں جنگ میں کام آیا تو مَیں افضل ترین شہید ہوں گا اور اگر مَیں زندہ لَوٹ آیا تو مَیں ابوہریرہ آزاد ہوں گا۔"

اِن دونوں روایات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کے لئے ہندوؤں سے جنگ مقدر تھی۔ چنانچہ اسلام کے دورِ اوّل میں مسلمانوں کو یہ جنگ ایک دفعہ پیش آچکی ہے اور مسلمانوں کو غلبہ مل چکا ہے۔ اوّل الذکر حدیث پر غور کرتے وقت یاد رکھنا چاہیئے کہ پیشگوئیاں ذوالوجوہ ہوتی ہیں اور ان میں کئی روحانی پہلو بھی مخفی ہوتے ہیں۔ اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ جو حدیث وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (البخاری) کے مطابق اُمتِ محمدیہ کا امام اور اسی اُمت کا فرد ہے اور جسے جمالی مشابہت کے باعث ابن مریم کہا گیا ہے اُس کی بعثت کا تعلق ملکِ ہند سے ہوگا اور اُس وقت ایسے حالات پیدا ہونگے کہ اس کی جماعت کو دو حصوں میں دو ملکوں کے لحاظ سے تقسیم ہونا پڑیگا۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے مسلمانوں کو اسلام کے دورِ ثانی میں پھر ہندوؤں سے ایک جنگ درپیش ہوگی۔ یہ جنگ روحانی بھی ہے جو ایک حصہ کر رہا ہوگا اور ظالمانہ حملہ کی وجہ سے دوسرے حصہ کو دفاعی جنگ بھی لڑنی پڑیگی۔ خدا تعالیٰ مظلوموں کی حمایت کریگا اور انہیں غلبہ اور آزادی عطا فرمائیگا۔ پیشگوئیوں میں بڑے اسرار ہوتے ہیں۔ بہرحال اِس حدیث نبوی میں ایمان افزا بشارت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب +

شذرات

۱۔ تردیدِ عیسائیت کے لئے احمدیہ لٹریچر کی افادیت کا اعتراف

راولپنڈی کے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں پنڈی میں رہتا تھا۔ ایک دن ایک صاحب میرے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ ردِّ عیسائیت میں مرزائیوں نے جو کتاب لکھی ہے وہ ایک دن کے لئے چاہیئے۔ میں نے کہا اس کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ کہنے لگے مولوی عارف اللہ صاحب اور ایک پادری کے درمیان کل مناظرہ ہے" (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۶ر جولائی ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۱)

الفرقان۔ یہ بات مخالفین کے دل بھی مانتے ہیں کہ عیسائیوں کی تردید احمدیہ لٹریچر سے ہی بہتر رنگ میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی جماعت کو کسرِ صلیب کے لئے پیدا کیا ہے۔

۲۔ سُود کے بارے میں اہلحدیثوں کا تازہ فتویٰ

سوال ہوا کہ مدرسین کو پراویڈنٹ فنڈ کے ساتھ جو سُود ملتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں اہلحدیثوں کے مفتی صاحب نے اب لکھا ہے کہ:۔

"چونکہ یہ روپیہ اپنے اختیار سے جمع نہیں کرایا جاتا اس لئے مدرس کے ذمہ گناہ نہیں۔ اپنی اصل (رقم) وصول کرکے کسی حرام جگہ دیدے۔ مثلاً کسی نے سُود کا قرض دینا ہے تو اس کا سُود اُتار دے یا اپنا جائز حق وصول نہیں ہوتا کوئی ظلم سے دبائے ہوئے ہے وہ کچھ مانگتا ہے تو اس کو دیکر اپنا حق وصول کرلے یا کسی پر ناحق جرمانہ ہو گیا ہو تو وہاں ادا کردے۔ غرض حرام کی شے حرام رستے جانی چاہیئے۔ اپنے استعمال میں نہ لائے اور نہ ان کے پاس چھوڑے کیونکہ وہ کسی ایسے مشن میں صرف کریں گے جس سے دین کو مزید نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو" (تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۳ر اگست ۱۹۶۵ء صفحہ ۵)

الفرقان۔ کیا اسے اشاعتِ اسلام میں صرف کرنا سب سے بہتر نہیں؟

۳۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مزار

احراری ماہنامہ تبصرہ لاہور ستمبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت

میں مدیر تبصرہ کے قلم سے :-

"اب کے شاہ جی کے مزار پر حاضر ہوا تو ماحول کا روکھا پن طبیعت پر گراں گزرا جس کی محفل میں بہار ہی بہار تھی۔ اس کے مزار پر خزاں کی مسکراہٹ دیکھ کر آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا جس نے زندگی کے پچاس برس براعظم کے کوہساروں پر کھڑے ہو کر قبرستانوں میں اذانیں دی تھیں آج اس کی اپنی قبر انسانی آواز کو ترس رہی ہے۔ لاکھوں دلوں کی گرتی ہوئی عمارات کو سہارا دینے والے کی اپنی عمارت کی ایک ایک اینٹ ماتم کناں ہے۔ ٹوٹی ہوئی چٹائی بیکار نل، سوکھے ہوئے پودے گرتی ہوئی دیواریں، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے بیچارے کے سارے زمانے کی بے اعتنائی کا گلہ مجھ سے کر رہے ہیں!" (ص۱۴-۱۵)

الفرقان۔ ہم اب اس پر کیا تبصرہ کریں؟

۴۔ بھوک ہڑتال غیر اسلامی طریق ہے

ماہنامہ میثاق لاہور فروری، مارچ ۱۹۶۵ء میں بھوک ہڑتال کے سلسلہ میں رقمطراز ہے :-

"ہمارے نزدیک بات منوانے کا یہ طریقہ نامعقول بھی ہے اور غیر اسلامی بھی اسلامی روایات اور اسلامی تاریخ میں اس کی کوئی مثال ہمیں نہیں ملتی۔

الفرقان۔ جماعت احمدیہ شروع سے ہی سٹرائک اور بھوک ہڑتال ایسے غیر اسلامی طریقوں کے خلاف تعلیم دیتی رہی ہے۔

۵۔ ایک تلخ حقیقت اور اس کا علاج

ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور اگست ۱۹۶۵ء کے اداریہ میں لکھتا ہے :-

"یہ حقیقت گو بڑی تلخ ہے مگر اس سے انکار بھی ممکن نہیں کہ ہمارے ہاں اسلامی تعلیمات پر سے یقین اُٹھتا چلا جا رہا ہے۔"

الفرقان :- اس صورتِ حال کو ترجمان القرآن نے "منافقانہ طرزِ عمل" قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ یقین کیوں اُٹھ رہا ہے اور اس یقین کو بحال کرنے بلکہ اسے پختہ تر بنانے کے لئے کیا ذریعہ ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے مامور کے بغیر یہ یقین قائم ہو سکتا ہے؟

ضروری درخواست

جملہ خریدار مزید ایک ایک خریدار مہیا فرمائیں! (مینجر)

گزشتہ سے پیوستہ

ضرورتِ مذہب!

(جناب پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے ربوہ)

(۲)

۳۔ مذہب اُمید کا پیغام ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ مذہب انسانیت کے ہر طبقہ کو اُمید کی کرن دکھاتا اور ترقیات کی منزلوں کی طرف لے جاتا ہے اور زندگی کے حقیقی مقصد سے ہمکنار کرکے راحت و اطمینان بخشتا ہے۔ جسم انسانی میں دل و دماغ تمام اعضاء کے سردار ہیں بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے دل و دماغ نیک اور اچھے جذبات سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اپنی جسمانی معذوریوں اور دیگر حالات کی بناء پر اس پر ترقی کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ ایک لولا لنگڑا مفلس اور کنگال انسان اپنے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی پاتا ہے حالانکہ جہاں تک انسانی جذبات، خیالات اور خواہشات کا تعلق ہے وہ ہماری طرح کا ایک انسان ہوتا ہے۔ لامذہبیت کے ماحول میں ایسے انسان کے لئے کوئی جگہ نہیں بلکہ شاید اس حال میں بقائے انسب (survival of the fittest) کے اصول کی بناء پر اس غریب پر یہ رحم سمجھا جائے کہ اُسے گولی سے اُڑا کر اس کے دُکھوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے۔ مذہب ایسے فلاکت زدہ انسان کو بھی اُمید کی کرن دکھاتا ہے۔ مذہب کہتا ہے کہ کسی شخص کے جسم انسانی میں اعلیٰ ترین اعضاء اگر پاکیزہ جذبات کے حامل ہیں تو وہ شخص دوسرے انسانوں سے جن کی یہ کیفیت نہیں مذہب کی نظر میں اعلیٰ اور معزز سمجھا جائے گا۔ مذہب عمل اور اس کی مقدار کو نہیں دیکھتا بلکہ رُوحِ عمل یعنی نیت اور ارادہ کو دیکھتا ہے جو دل کے اندر مخفی ہے۔ اس مفلس اور نادار لولے اور لنگڑے انسان کے لئے مذہب کا یہ پیغام ہے کہ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

اعمال کا دروازہ نیتوں پر ہے اور نیت ہی اصل چیز ہے۔ پس اے معذور انسان! تو مایوس نہ ہو۔ ایک خدا ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے اگر تیری معذوریاں نہ ہوتیں تو اپنے نیک ارادوں کی بناء پر تو دُنیا کے بڑے سے بڑے محسن انسان سے کم نہیں تھا۔ ہاں تیرا پیدا کرنے والا خدا تیرے دل کے ارادوں اور خواہشات کا علم رکھتا ہے اور ایک وقت آنے والا ہے کہ تجھے اِن نیک اور پاکیزہ ارادوں کے مطابق جزا دی جائے گی اور تو اقتدار

کی ابدی رحمتوں کا وارث ہو جائے گا۔ پس تُو اگر دنیا میں کوئی اور خدمت بجا نہیں لا سکتا تو دل میں اپنے خدا کی محبت کا دیا تو جلا سکتا ہے۔ تُو اسی دیئے کو جلا اور جلاتا چلا جا۔ دنیوی دکھوں اور آرام کی پرواہ نہ کر بلکہ خدائی امتحان کو صبر سے قبول کر۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا خود تیرا خریدار بنے گا اور ایک دن تیری عزت اور برتری ظاہر کر دے گا اور تجھے تیری زندگی کے مقصد یعنی اپنی لقا سے ہمکنار کر دے گا۔

احبابِ کرام! غور فرمائیں کہ ایک ادنیٰ اور حقیر فلاکت زدہ انسان کے لئے کس قدر شاندار امید کا پیغام ہے۔ اگر ایک لمحے کے لئے فرض کر لیں کہ مذہب کا یہ پیغام صرف ایک وہم اور بے حقیقت خیال ہے لیکن کیا اس وہم اور بے حقیقت خیال سے بھی اس نادار اور مفلس کے دل کی کایا نہیں پلٹ جاتی؟ اگر اس مفلس اور نادار معذور شخص کو مذہب کے اس پیغام پر کما حقہ، ایمان اور یقین ہو جائے تو کیا وہ دنیا کا مسرور ترین انسان نہیں بن جائیگا؟ ہمیں تو دل کے چین سے اصل غرض ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے بعض امیر بھی خودکشی کر چکے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دل کا چین و آرام عیش و عشرت کے سامانوں، جاہ و مرتبہ و مال و دولت پر منحصر نہیں بلکہ وہ وصالِ محبوب پر موقوف ہے۔ اور مذہب انسان کے سامنے تمام عیوب سے منزہ اور تمام محاسن کے جامع محبوبِ ازلی کا حسین ترین تصور پیش کرتا ہے اور پھر اس محبوب کے ساتھ وصال حاصل کر سکنے کا انسانیت کے ہر طبقہ کو امید افزا پیغام سناتا ہے اور انسانی کمالات کی تکمیل کے لئے مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کو لازمی اور ضروری خیال کرتا ہے جس میں انسان اپنی تمام کمزوریوں اور عیوب اور کمیوں سے بالا ہو کر محبوبِ ازلی کی لقا کو اکمل اور اتم طور پر حاصل کرے گا۔ گوتم بدھ علیہ السلام ایک شہزادے تھے۔ دنیوی عیش و لذات کی کوئی کمی نہ تھی مگر دل کے چین سے محروم تھے۔ آخر مذہب کے اندر انہیں اپنی زندگی کا مقصود مل گیا اور ایسا ملا کہ پھر اس محبوب کے نام کی دنیا میں منادی کرنا انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیا۔

بانیٔ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے دنیوی لالچ پیش کئے گئے۔ سونا و چاندی، امارت و بادشاہت، حسین ترین بیوی، الغرض سب کچھ پیش کیا گیا مگر آپؐ نے اپنی دلی راحت مذہبی پیغام میں ہی محسوس کی اور کسی قیمت پر بھی محبوبِ ازلی سے تعلق توڑنا گوارا نہ کیا۔ پھر آپ پر ہر قسم کے مظالم بھی توڑے گئے جن کو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر اللہ اللہ! آپؐ میں کس قدر جاذبیت تھی اس مذہبی پیغام میں کہ دنیا کا بڑے سے بڑا لالچ اور اہلِ دنیا کی طرف سے بڑے سے بڑا ظلم آپؐ کے قدم کو ڈگمگا نہ سکا۔

اسی مذہبی پیغام کی تاثیر اور برکت تھی کہ آپؐ

کے صحابہ رضوان اللہ علیہم میدانِ جنگ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سے ذبح کئے گئے لیکن انہوں نے دم نہ مارا۔ آپؐ کے بعض صحابہؓ سے انسانیت سوز سلوک روا رکھا گیا مگر انہوں نے اسی میں اپنی قلبی راحت محسوس کی۔

پس تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ مذہبی پیغام نے انسانیت کے کمزور ترین طبقات میں کچھ اس قسم کا اطمینان اور اس قسم کی جرأت پیدا کر دکھائی ہے کہ محض وہم اور بے حقیقت تخیل ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اور بالفرض اگر مذہبی قیام محض وہم بھی ہے تو یہ ایسا وہم ہے جس پر کروڑوں حقائق قربان کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ درخت کی قدر و قیمت اپنے پھلوں سے ہی ہوتی ہے۔ پس ایسا وہم جو دنیا کو جنت سے ہمکنار کر دے وہ اس حقیقت سے بہتر ہے جو ہماری ظاہری و باطنی آگ کی طرف لیجائے جیسا کہ اس زمانے کے "سائنسی حقائق" کر رہے ہیں۔

لیکن اس موقعہ پر میں اس بات کے بیان کرنے سے بھی رک نہیں سکتا کہ مذہب ایک وہم اور بے حقیقت خیال نہیں ہے بلکہ مذہب کی حقانیت بلند اور زبردست نشانات و براہین سے ثابت ہے۔ ابتدائے آفرینش سے دنیا نے مذہب کے نام پر معجزات رونما ہوتے دیکھے ہیں اور آج بھی دیکھ رہی ہے۔ ایک "غریب و بےکس و گمنام و بے ہنر" انسان اپنے زمانے کی تاریکیوں کے مقابلے میں تن تنہا کھڑا ہو جاتا ہے۔ اپنے اور بیگانے اس کے جان لیوا دشمن بن جاتے ہیں مگر ایک غیبی ہاتھ آخر زمین و آسمان کے تمام تصرّفات کو اس کے تابع کر دیتا ہے اور وہ بیکس انسان تاریکیوں کو روشنیوں سے بدل دیتا ہے۔

پس یہ ایک واضح صداقت ہے کہ دنیا میں انسان کو اندرونی و بیرونی امن اور اطمینان ہمیشہ مذہب کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا ہے۔

حضرات! مذہب نے ایک عظیم مقصد ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ مقصد اپنی ذات میں اتنا دلکش و حسین اور فطرتِ انسانی کے طبعی جذبات کا منتہیٰ ہے کہ انسان کو بے اختیار مذہب پر فریفتہ کر دیتا ہے۔ انسان کے کسی بھی طبقہ کے لئے اس میں مایوس ہونے کی راہ نہیں۔ یہ زندگی، امن اور ابدی راحت کا پیغام ہے۔ کیا امیر کے لئے اور کیا غریب کے لئے۔ کیا تندرست و توانا قوی ہیکل انسان کے لئے اور کیا معذور اور فلاکت زدہ کے لئے۔

الغرض جب سے دنیا پیدا ہوئی کامل اطمینانِ قلب یعنی دل کا سکھ اور چین دنیا نے صرف اور صرف مذہب کے ذریعہ سے ہی حاصل کیا ہے اور ہمیشہ سے مذہب ہی انسانوں کو اس عظیم ترین نعمت سے ہمکنار کرتا رہا ہے۔

۴۔ افراط و تفریط سے پاک متوازن تمدن مذہب کے ذریعہ سے ہی قائم ہو سکتا ہے

طبقاتی کشمکش ابتدائے آفرینش سے دنیا میں جاری رہی ہے۔ بالا دست طبقہ کی یہ کوشش

رہی ہے کہ وہ زیر دست کو ہمیشہ اپنی غلامی میں رکھے۔ ہمارے اس زمانے میں طبقاتی تفاوت بھیانک حد تک پہنچ چکا ہے۔ مغرب کی سرمایہ داری کے ردِ عمل کے طور پر اشتراکیت (کمیونزم) معرض وجود میں آئی۔ اس وقت دنیا افراط و تفریط کا شکار ہو رہی ہے۔ مذہب کا دعویٰ ہے اور بالکل بجا ہے کہ وہ ایسی تعلیم پیش کرتا ہے جو لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ (سورہ نور) یعنی نہ مشرقی ہے نہ مغربی بلکہ دونوں انتہائی حدوں کے درمیان (Golden Mean) وسطی تعلیم ہے۔ دنیوی فلسفیوں میں اگر معلّم مشرقی ہے اور اس کی تعلیم مغرب کے خلاف ہے تو مغرب اس کی مذمت کرتا ہے۔ اور اسی طرح اگر تعلیم مشرق کے خلاف ہے تو مشرق اس کی مذمت کرتا ہے لیکن مذہب چونکہ سب انسانوں کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے اسلئے وہ تمام طبقات کے جائز مفاد کی نگرانی کرتا ہے اور اسی تعلیم پر انسان بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مذہب کی پیش کردہ تعلیم کی اسی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ
وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ
لَهَدٰىكُمْ أَجْمَعِيْنَ ○
(سورۃ النحل ع)

یعنی اے انسانو! تمہیں دین کی درمیانی اور سیدھی راہ بتانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے اور اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ دنیا میں مروّجہ مذاہب افراط یا تفریط کی طرف جھکتے ہوئے ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ دینِ حق پر قائم کرنے کے لئے جبر نہیں کرتا تا خود ارادی اور آزادی سے تم خود حقیقی امن کے راستہ کو تلاش کر کے ترقی و ارتقاء کی منازل طے کرو اور محض مشینیں بن کر ہی نہ رہ جاؤ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے قانون کو جبری طور پر نافذ کرتا تو تم سب کو لازمی طور پر ہدایت پر ہی قائم کرتا۔ پس دنیا میں جو تفاوتِ مذاہب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اسی آزادی کی بدولت ہے اور یہی آزادی ہے جو انسان کو مشین کی سطح سے بہت بلند کر کے ہر قسم کی ترقی و ارتقاء کی طرف لیجاتی ہے۔

اس وقت دنیا کو اس قسم کے افراط و تفریط سے پاک معاشرہ کی اشد ضرورت ہے جس میں سب کا بھلا ہو۔ زمیندار کا بھی، مزارع کا بھی، کروڑپتی کا بھی، نادار اور مفلس کا بھی، بادشاہ کا بھی اور رعیت کا بھی، تندرست کا بھی اور بیمار کا بھی، برہمن کا بھی اور شودر کا بھی، جرنیل کا بھی اور سپاہی کا بھی، افسر کا بھی اور ماتحت کا بھی، استاد کا بھی اور شاگرد کا بھی، مرد کا بھی اور عورت کا بھی، بچے کا بھی، جوان کا بھی اور بوڑھے کا بھی۔

یہ تعلیم جس میں سب کا بھلا ہے وہ مذہب سے ہی مل سکتی ہے کیونکہ مذہب ربّ العالمین یعنی تمام

طبقات، تمام زمانوں، تمام اقوام کے پیدا کرنیوالے خدا کی طرف سے آتا ہے۔

مذہب پر کئے جانیوالے چند اعتراضات

اعتراض ۱ مذہب کے نام پر دنیا میں بہت خونریزی ہوئی ہے۔ مذہب فتنہ و فساد کا ذریعہ ہے لہذا مذہب کو خیرباد کہنا چاہیئے۔

الجواب اگر مریض کے لئے تجویز کردہ نسخے میں کوئی ایک جزء بھی ایسا نہ ہو جس کے متعلق کہا جا سکے کہ یہ مرض کو بڑھائے گا اور مریض دوائی استعمال کرنے کے بعد بدپرہیزی کرے اور اس دوائی کو طبیب کی ہدایات کے مطابق استعمال ہی نہ کرے تو مرض کی شدت کو ہرگز ہرگز دوائی کے نسخہ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

پس مذہب کے نام پر جو خونریزی کی گئی ہے یا کی جاتی ہے اس میں مذہب کا کوئی قصور نہیں کسی مذہب کی تعلیم میں (نہ اسلام میں، نہ ہندوازم میں، نہ عیسائیت میں اور نہ کسی دوسرے الہامی مذہب میں) فتنہ و فساد، خونریزی اور جبر و اکراہ شامل نہیں۔ اس میں سراسر اُن انسانوں کا قصور ہے جو مذہب کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ مذہب کو ایک بہانہ بنا لیتے ہیں اور در اصل اپنے نفسِ امارہ کی پیروی کرتے ہیں۔

اعتراض ۲ مذہب انسانی ترقی میں، خصوصاً ذہنی و فکری ترقی میں حائل ہو جاتا ہے۔

الجواب یہ بات بالکل غلط ہے کہ شریعت کے نزول سے ذہنی و فکری ترقی رُک جاتی ہے۔ شریعت کے معارف اور اسرار و غوامض پر غور و فکر کرنے اور زمانوں کے موجود الوقت تقاضوں کے مطابق مذہب پر بہترین طریقے سے عمل کی کوشش، یہ تمام امور ہمارے ذہنی ارتقاء کو جاری رکھتے ہیں۔

اگر مذہب ایک صداقت ہے جس کی تعلیم کی بدولت مشکلات سے دنیا کی نجات وابستہ ہے اور کسی مفید صداقت کو مان لینا ارتقاءِ ذہنی میں روک ہوتا ہے تو پھر ہر صداقت کو رد کر دینا چاہیئے جب تک انسان خود اپنے ذاتی تجربہ سے اُس تک نہ پہنچے۔

ماہرین کے پیش کردہ سائنسی انکشافات پر ہم دیکھتے ہیں کہ ذہنی ارتقاء رُکتا نہیں بلکہ تیز تر ہو جاتا ہے نئے نئے مسائل معرضِ وجود میں آتے ہیں اور پھر اُن پر ریسرچ شروع ہو جاتی ہے اسی طرح شریعت کے نزول کے بعد اس کے ماننے والوں کا فرض ہے کہ اس کے احکام کی حکمت اور فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تا قلوب میں اُن احکام کے متعلق زیادہ سے زیادہ انشراح پیدا ہو سکے۔

مذہب اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو یہ دعا سکھلائی ہے کہ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا یعنی اے خدا میرے علم کو خواہ ظاہری ہو یا باطنی، خواہ دینی ہو یا دنیوی، خواہ جسمانی ہو یا روحانی، بڑھاتا چلا جا۔

اسی طرح اپنے ماننے والوں کا طرۂ امتیاز یہ بتایا ہے کہ:-

لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا

وَّ عُمْیَانًا ۔ (سورۃ الفرقان)

یعنی وہ اپنے رب کے احکام اور نشانات پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ ان کی حقیقت و فلسفہ سمجھتے ہیں اور ہر چیز پر علی وجہ البصیرت ایمان رکھتے ہیں۔

پس نئی بات اور نئی صداقت کی دریافت سے نہ مذہب میں اور نہ ہی سائنس کے میدان میں مزید تحقیق و ذہنی ارتقاء کا دروازہ بند ہوتا ہے بلکہ تحقیق کے لئے لاکھوں نئے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں جن میں انسان غور و فکر کو کام میں لا کر اپنے ذہنی ارتقاء کو جاری رکھتا ہے۔

اعتراض ۳ غیر مرئی اور غیر محسوس اشیاء و امور پر اعتقاد پیدا کر کے مذہب توہم پرستی پیدا کرتا ہے اور انسانی دماغ کو کمزور کرتا ہے۔

الجواب مذہب ہمیں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق "ہے" کی منزل تک لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی اور عالم معاد پر حق الیقین پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ مذہب کے علمبردار از منۂ قدیمہ سے حق و صداقت کے قیام کے لئے جو عظیم قربانیاں، ہاں بے لوث اور بے نظیر قربانیاں پیش کرتے آئے ہیں وہ صرف وہمی اور خیالی باتوں پر اعتقاد رکھنے سے ہرگز پیش نہیں کی جا سکتیں۔

قدیم سے مذہب کے علمبرداروں نے اپنے معتقدات پر اس قدر پختہ یقین کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس کے عشر عشیر کا بھی دنیا دار لوگ اور فلاسفر دنیوی حقائق و مشاہدات کے بارے میں اظہار نہیں کر سکے۔

پس مذہب توہم پرستی پیدا نہیں کرتا۔

اعتراض ۴ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ زمانے کے حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں قدریں بدلتی رہتی ہیں اور نئے نئے حقائق ظاہر ہوتے ہیں جن سے حالات بالکل نئے رنگ میں آ جاتے ہیں۔ مذہب کو ماننے سے انسان لکیر کا فقیر بن جاتا ہے اور بدلے ہوئے حالات کے مطابق اپنے آپ کو نہیں بدل سکتا۔

الجواب جہاں تک تصویریوں کا تعلق ہے وہ تو سائنس کے میدان میں بھی بدلتی ہیں۔ لیکن جہاں تک ازلی صداقتوں اور ابدی قوانین کا تعلق ہے وہ نہ سائنس میں بدلتے ہیں اور نہ ہی مذہب میں۔ مذہب کی ازلی صداقتیں انسانی فطرت کے مطابق ہیں وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتیں۔ ہاں مذہبی تعلیم میں لچک ہے یعنی زمانے کے حالات کے مطابق کامل مذہب کے مذہبی قوانین میں بھی اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ بنیادی اصول تو ہمیشہ ابدی صداقتوں کے طور پر قائم رہیں گے مگر وقتی اور ہنگامی ضوابط میں حسب حالات خود مذہب نے بہتر تبدیلی کی گنجائش رکھی ہوئی ہے۔

اعتراض ۵ ایک اعتراض علم النفس کے تحت مذہب پر یوں کیا جاتا ہے کہ اخلاقی کجروی اور بے راہ روی اور اسی طرح سے معاشرہ کی بہت سی خرابیاں بچپن کے زمانے میں خراب ماحول اور اثرات بد سے اثر پذیر ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ایسے بد اثرات اور نفسیاتی الجھنوں کا علاج تو یہ ہے کہ تجزیۂ نفس کے ذریعہ سے اُن کو لاشعور سے شعور

میں لایا جائے اور پھر نفسِ انسانی کو اُن پر غلبہ پانے میں مدد دی جائے۔ مذہب کے ذریعہ سے تو صرف خارجی جہنم سے ڈرایا جاتا ہے یا خارجی جنّت کا لالچ دیا جاتا ہے اس سے بھلا وہ نفسانی اُلجھنیں کیسے دُور ہو سکتی ہیں۔ اسلئے بنی نوع انسان کو مذہب کی بجائے علم النفس کے پیش کردہ طریقۂ علاج کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

الجواب علم النفس کا طریقۂ علاج خود اس علم کے ماہرین کے نزدیک متنازع فیہ ہے۔ ایک مکتبِ فکر ایک خاص طریق کو درست سمجھتا ہے تو دوسرا مکتبِ فکر اُسے مضر قرار دیتا ہے۔—— سگمنڈ فرائیڈ جو مشہور ترین ماہرِ نفسیات ہوا ہے اُس کے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں نے اُس سے شدید اختلاف کیا ہے۔ لہٰذا مذہب کے مقابلے میں (جس کی افادیت ہزارہا سال سے مسلّمہ چلی آ رہی ہے کہ ایک عالم اس کے ذریعہ اطمینانِ قلب و قناعت کے ثمرات سے مستفید ہوتا آیا ہے) علم النفس کے موجود الوقت کسی بھی طریق کو حرفِ آخر اور قطعی طور پر درست کیسے کہا جا سکتا ہے جبکہ اس علم کی ترقی کی ابتداء میں ہی اس میں نظریات کا اس قدر اختلاف ہے۔

تاہم اگر تجزیۂ نفس کی کامیابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا یہ طریق لاکھوں انسانوں کا علاج کر سکتا ہے۔ ایک ایک مریض کے تجزیۂ نفس پر سالہا سال لگ جاتے ہیں اور ہزارہا روپیہ اسے اپنے معالجوں کو بطور فیس ادا کرنا پڑتا ہے۔ کیا لاکھوں لاکھ عوام جو ذہنی اُلجھنوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں اِس علاج کو برداشت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

نیز یاد رہے کہ لاشعور کے علاج کے لئے جس طرح مختلف ماہرینِ علم النفس نے مختلف طریق ہائے علاج پیدا کئے ہیں اسی طرح مذہب نے بھی اپنے ایک مخصوص اور کامیاب طریق کو اختیار کیا ہے جس کی کامیابی ہزاروں سالوں سے مسلّم ہے۔ چنانچہ مذہب نے نفسِ انسانی کو قلب کا نام ہی اسلئے دیا ہے کہ وہ مقلوب ہو سکتا ہے یعنی مذہبی طریق سے اس کی مکمل طور پر کایا پلٹی جا سکتی ہے۔ مذہبی دنیا میں اس کی ہزارہا مثالیں ملتی ہیں جن کی تفصیل موجبِ طوالت ہوگی۔

مذہب عموماً نفسِ انسانی کے تندرست اور صحتمند حصّوں کی تربیت کر کے انہیں طاقتور بناتا ہے اور ان کی طاقت اور قوّت کے ذریعہ سے بیمار اور کمزور حصّوں پر انہیں غالب کر دیتا ہے یعنی دعا کے اور اس کے نتیجے میں ایک قادرِ مطلق خدا اور اس کے ملائکہ کے تصرّفات کے ذریعہ سے۔ دعا کے طریقِ علاج میں اگرچہ بعض اوقات اگر روحانی بیماری مزمن اور پُرانی ہو تو لمبے عرصہ تک استقلال دکھلانا پڑتا ہے مگر یہ وہ طریقِ علاج ہے جو مفلس سے مفلس اور کنگال سے کنگال انسان کو بھی میسّر ہو سکتا ہے۔ صرف ارادہ کی ضرورت ہے اور عزم و استقلال بھی دُعا ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ مذہب دوزخ سے ڈراتا اور جنّت کی طمع دیتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی

طبائع مختلف ہیں۔ بعض طبائع ڈر اور خوف سے متاثر ہوتی ہیں تو بعض ترغیب و تحریص سے۔ اسلئے مذہب نے ان دونوں طریقوں کو اختیار کیا ہے۔ تاہم اُن لوگوں کا رتبہ اعظم، ارفع اور اعلیٰ بیان کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کے لئے اور اس کی رضا اور عبودیت کاملہ کی خاطر نیکیوں کو بجا لاتے ہیں اور دوزخ کے ڈر یا جنت کی طمع سے بالا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

یعنی اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت اور اسکی رضا جوئی کا مقام سب سے اعلیٰ، ارفع اور اکبر ہے۔

حرفِ آخر

آخر میں مختصر گزارش ہے کہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ دنیا نے مادیت یعنی دنیا پرستی کا مزہ چکھ لیا، عیش پرستی اور فسق و فجور کا نشہ بھی حاصل کر لیا، سائنس نے بھی بہت ترقی کی، دنیا کیا سے کیا ہو گئی، مگر کیا انسان کو اطمینان قلب نصیب ہوا؟ کیا بنی نوع انسان جنت ارضی پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی عالمگیر بے چینی، نفس پرستی، ظلم و استبداد، بداخلاقی کے مظاہرات کا اگر سب سے بڑا دور کوئی گزرا ہے تو شاید یہی دور ہے جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں۔ انسانی فطرت محسوس کر رہی ہے کہ دنیا کی نجات اخلاقیات یا دوسرے لفظوں میں مذہب کی طرف رجوع کرنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے فلاسفروں کے قلم شعوری اور لاشعوری طور پر اس طرف آ رہے ہیں ورنہ اگر جزا و سزا کوئی نہیں، رُوح کی ترقی کوئی نہیں، انسانی حیات کا مادہ پرستی سے بلند تر کوئی مقصد نہیں تو پھر فلاسفروں کو اس ظالم اور مکر و فریب سے پُر دنیا کو بچانے کی فکر ہی کیوں ہے۔ آخر اگر یہ دنیا ایک ایٹمی جنگ سے ختم ہو جائے تو کیا یہ ایک عمدہ اور اچھی بات نہ ہوگی؟ ان کا دنیا کو تباہی سے بچانے کی خواہش کرنا ہی ان کی فطرتوں کی مخفی آواز ہے اور وہ وقت آنے والا ہے بلکہ قریب ہے کہ یہ مخفی آواز ایک بلند نعرہ کی شکل اختیار کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فطرت کی اس پکار کو سُن لیا ہے اور اس تاریک زمانے میں بھی ایک آسمانی معلم کو نازل فرما دیا ہے جس کے مقدس ہاتھوں پر اس دنیا کی مذہب کے ذریعہ سے نجات مقدر ہے۔ وہ آسمانی معلم آج سے ستر اسی برس پہلے قادیان کی مقدس بستی میں ظاہر ہوا۔ گزشتہ رشیوں، منیوں اور انبیاء علیہم السلام کی طرح اس کی مدھم آواز زور پکڑتی گئی اور آج وہ دن ہے کہ اس کی آواز پر لبیک کہنے والوں پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور اس کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے اور ایک عالم کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٭

دیارِ حبیبؐ میں

(جناب نسیم سیفی صاحب ربوہ)

ملتا ہے وہ کمال دیارِ حبیبؐ میں
جس کو نہیں زوال دیارِ حبیبؐ میں

آؤ کہ آج رحمتِ یزداں میں جوش ہے
ہے لطفِ بے مثال دیارِ حبیبؐ میں

ہر وقت آنسوؤں کا ہے تانتا بندھا ہُوا
ہر رُت ہے برشگال دیارِ حبیبؐ میں

اے عشق تو بھی جا کے کہیں عُمرِ خضر مانگ
ہے حُسن لازوال دیارِ حبیبؐ میں

ہر رندِ مے پرست کی نوکِ زباں پہ ہے
تُو اور ترا سوال دیارِ حبیبؐ میں

جمشید کے محل میں نہ جا، جامِ جم نہ لے
لے ساغرِ سفال، دیارِ حبیبؐ میں

اُمّت کا ایک فرد نبی بن گیا نسیمؔ
ملتا ہے یہ کمال دیارِ حبیبؐ میں

مقامِ عبودیّت اور رحمتِ خداوندی!

(از جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے پرنسپل گھٹیالیاں کالج)

ہر اِک اُلجھن ہر اک جُرم و سزا کو دُور کر دیگا
تُو سجدہ کر! کہ سجدہ ہر بَلا کو دُور کر دیگا!

اگر قائم ہے تیرا کچھ تعلّق ذاتِ باری سے
تو پھر تیرا عَمَل تیری خَطا کو دُور کر دیگا!

دُعاؤں میں تیری تَر دامنی کو دیکھنے والا
اگر چاہے تو تیرے ابتلاء کو دُور کر دیگا!

وہ تسکینِ جانِ مُدّعا کو لے کے آئے گا
وہی تشویشِ قلبِ مُبتلا کو دُور کر دیگا!

یقیں کر۔ اُس کا سَیلِ ابرِ رحمت جوش میں آ کر
مصیبت کی ہر اک کالی گھٹا کو دُور کر دیگا!

محمود مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ

(محترم جناب عبدالحمید خان صاحب شوق لاہور)

اُس کی مدح ہے میرے قلم کی زبان پر
محمود جس کا نام ہُوا آسمان پر

اس کا نزول رحمتِ باری کا مدعا
اس کا ظہور باعثِ برکت جہان پر

سُن کر تضرعاتِ مسیح الزماںؑ کو
بھیجا وہ آسمان سے کون و مکان پر

قرآن کا مفسر و شارح و ترجمان
قربان میری جان ہو اُسکے بیان پر

عرفان و معرفت کے ہیں دریا بہا دیئے
علم و ہُنر کو ناز ہے اِس نکتہ دان پر

شرق و غرب میں دین کا پرچم اُڑا دیا
صد فخر پسرِ مہدیٔ آخر زمان پر

بخشا ہمیں یہ نُور ہے جس قادیان نے
صد رحمتیں خدا کی ہوں اُس قادیان پر

یہ وقت وقتِ مصلح موعود ہی تو ہے
بوسہ دو جلد سنگِ درِ آستان پر

میرا خدا حضور کو صحت عطا کرے
فضل و کرم ہو دین کے اس پاسبان پر

ہم تو خدا کے شکر میں سجدہ کناں ہیں شوقؔ
دن رات اُس کے فضل کے روشن نشان پر

جب دُعا ہمسفر نہیں ہوتی

(جناب مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری سنگاپور)

جب دعا ہمسفر نہیں ہوتی
کوئی منزل بھی سَر نہیں ہوتی

دل سے نکلی ہوئی خدا کے حضور
اِلتجا بے اثر نہیں ہوتی

ذکرِ مولیٰ میں جو گھڑی گزرے
وہ کبھی بے ثمر نہیں ہوتی

دل میں جب تک نہ درد و ہُوک اُٹھے
آنکھ اشکوں سے تر نہیں ہوتی

زندگی رُت بدلتی رہتی ہے
اور کبھی مُعتبر نہیں ہوتی

آج اگر دھوپ ہے تو کل چھاؤں
کبھی یکساں بسر نہیں ہوتی

موت کب اور کہاں مقدّر ہے
یہ کسی کو خبر نہیں ہوتی

سالکو! راہبر کے پیچھے چلو
راہ یہ بے خطر نہیں ہوتی

رہنما کے بغیر راہِ سلوک
طے کبھی عمر بھر نہیں ہوتی

جس محبت میں ہو ہوس شامل
وہ کبھی با اثر نہیں ہوتی

ہو اگر پُرسکون گھر کی فضا
زندگی دردِ سر نہیں ہوتی

لب پہ آئی ہے جاں یہاں اپنی
حیف اُن کو خبر نہیں ہوتی

دن بدن بڑھ رہی ہے بیماری
اور دوا کارگر نہیں ہوتی

جو سجائی نہ جائے کانٹوں سے
وہ مری رہگذر نہیں ہوتی

شبِ غم کی یہ تلخیاں توبہ
ہائے کیوں اب سحر نہیں ہوتی

درد و دکھ میں کوئی دوا صدیقؔ
جُز دُعا کارگر نہیں ہوتی

حضرت مسیحؑ نے کس کے گناہ اُٹھائے؟ اور کس کی نجات ہوئی؟

(جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

عیسائی دنیا حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے یہود و نصاریٰ کی خصوصاً اور باقی انسانوں کی عموماً نجات کا عقیدہ پیش کرتی ہے۔ یعنی حضرت مسیحؑ نے خدا کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے گنہگار نسلِ آدم کی نجات کیلئے صلیب پر اپنی جان کا فدیہ دیا اور یہ امر کسی دوسرے انسان کی طاقت میں نہ تھا۔ اسلئے حضرت مسیحؑ دنیا کے منجی ٹھہرے۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا:۔

"اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔"

حضرت مسیحؑ اپنے شاگردوں اور عقیدتمندوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ اپنا بوجھ اُٹھا کر میری پیروی کریں تب وہ ان سے استفادہ کر سکیں گے۔ یہاں صلیب سے مراد کاٹھ کا ہیولیٰ نہیں بلکہ اپنے اعمال کی ذمہ داری ہے۔ روحانی ترقی، دنیاوی دُکھ سُکھ، نشیب و فراز کی منازل کا طے کرنا اور برداشت کرنے کا پختہ ارادہ اور تیاری کے بعد میری اطاعت کرو۔ تب صحیح معنوں میں تم میرے شاگرد بن کر قربِ الٰہی حاصل کر سکو گے۔ (متی باب ۱۶) اور آگے چل کر لکھا ہے:۔

"کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں فرشتوں کے ساتھ آئے گا اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دیگا۔"

یعنی جزا سزا کے لئے ہر ایک کے اپنے اعمال کام آئینگے۔ تورات میں بیان ہے کہ:۔

"ہابل اور قائن خداوند کے لئے ہدیہ لائے۔ ہابل کا ہدیہ قبول کیا اور قائن کا نہ کیا۔ قائن نہایت غضبناک ہوا۔ خداوند نے کہا اگر تو بھلا کرے تو کیا مقبول نہ ہوگا اگر تو بھلا نہ کرے تو گناہ دروازہ پر دبکا بیٹھا ہے تو اس پر غالب آ ..... قائن نے ہابل کو قتل کر ڈالا اور زمین میں لعنتی ہوا"

اس قصہ میں قربانی کا فلسفہ بتایا گیا ہے۔

۱۔ قربانی بنی آدم کے لئے ہے۔

۲۔ قربانی خدا تعالیٰ کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

۳۔ قربانی کی غرض خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے
۴۔ قربانی کا مقبول یا نامنظور ہونا اللہ تعالیٰ پر منحصر ہے۔
۵۔ قربانی کی قبولیت متقی سے ہوتی ہے۔
۶۔ اگر قربانی کی بجائے ظلم سے قتل کیا جائے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔
۷۔ اور ظالم لعنتی ہے۔

یہ ساتوں صورتیں قرآن پاک میں مندرج ہیں:-

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ
بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا
فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ
يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ؕ قَالَ
لَأَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ إِنَّمَا
يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○
.... إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي
وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
الظَّالِمِينَ ○

اب ہم ان ساتوں شرائط کے ساتھ حضرت مسیح کی صلیبی موت پر غور کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح عیسائیوں کے نزدیک خدا کا بیٹا بلکہ اکلوتا بیٹا ہیں اسلئے ان سے قربانی کا تقاضا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قربانی تو بنی آدم (جو بموجب عقیدۂ عیسائیت گنہگار ہیں) سے توقع کی جا سکتی ہے اور انہیں فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

۲، ۳۔ حضرت مسیح تو خدا کے بیٹا ہیں اُن کو اس سے زیادہ قرب کی نہ ضرورت ہے اور نہ ہی اس سے بڑھ کر قرب کا کوئی اور درجہ ہے۔

قربانی خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہے، مگر یہاں تو عیسائیوں کے عقیدہ کی رُو سے خود خداوند تعالیٰ نے حضرت مسیح کا فدیہ انسانیت کی نجات کے لئے تجویز کیا اسی لئے قربانی خدا تعالیٰ نے دی مگر اس کی غرض مسیح کے لئے قرب نہ تھا۔

۴، ۵۔ قربانی کرنا بے معنی ہے جب تک اس کے مقبول ہونے کا علم نہ ہو۔ اگر مقبول ہو تو شکر کیا جائے، اگر نامنظور ہو تو مزید کوشش کی جائے۔ اگر حضرت مسیح نے اپنی قربانی دی تو اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا مقبول ہوئی یا ردّ۔

بظاہر اللہ تعالیٰ کو یہ "قربانی" قبول کرنا چاہیئے تھی۔ کیونکہ اگر یہ قربانی قبول نہ ہو تو حضرت مسیح کے متقی ہونے پر حرف آئے گا۔

اس قربانی سے سب سے پہلے یہود اور نصاریٰ اور ان کے بعد تمام انسانوں کو فائدہ پہنچنا چاہیئے۔ یہود کو جو صلہ اس قربانی کا ملا اس کا تجزیہ یوں ہے۔ چونکہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا اور حضرت مسیح بوجہ ابن مریم ہونے کے بنی اسرائیل یعنی یہود سے منسوب ہوتے تھے اسلئے اگر یہ قربانی صحیح ہوتی تو یہود کو متقی ہونے کا سرٹیفکیٹ ملتا

چاہیئے۔ اور اگر یہود نے ظلم سے حضرت مسیح کو اس مصیبت میں ڈالا تو وہ ملعون ٹھہرے۔ حضرت مسیح نے گھر کے مالک اور تاکستان کی تمثیل بیان کی اور کہا کہ:۔

(الف) "مالک کے نوکروں نے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔ تاکستان کا مالک جب آئے گا تو ان بدکاروں کو بُری طرح ہلاک کر دیگا۔"

(ب) "اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی۔"

(ج) "اے سانپو۔ اے افعی کے بچو تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔"

چنانچہ واقعہ صلیب کے ۴۰ سال بعد طیطس رومی جرنیل کے حملہ سے یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور یہود پر وہ تباہی آئی کہ وہ پہلی اسیری کو بھول گئے۔ انجیل میں لکھا ہے:۔

"ہیکل کا پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا۔ جو گرایا نہ جائے گا۔"

"اے یروشلم کی بیٹیو! تم مجھ پر نہ روؤ تم اپنے پر اور اپنی اولاد پر روؤ!"

"جب وہ ہرے درخت (مسیح) سے یہ سلوک کرتے ہیں تو خشک درخت (یہود) سے کیا کچھ نہ ہوگا۔"

روحانی انعامات ان سے چھن گئے اور دنیاوی مصائب کا وہ شکار ہوگئے۔ لہذا یہ قربانی یہود کے لئے بڑی جان لیوا ثابت ہوئی۔ اب رہے عیسائی تو ان کے لئے مسیح نے فرمایا تھا:۔

"اگر تم توبہ نہ کرو اور بچوں کی مانند نہ ہو تو آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔"

اور خاص طور پر اپنے حواریوں کو جنہیں وہ "رسول" کہتے تھے فرماتے ہیں:۔

۱۔ "جاگو اور دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔"

۲۔ "جو قیصر کا ہے قیصر کو جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو۔"

۳۔ "اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال پھینک۔ اس سے بہتر ہے کہ تو دو آنکھیں رکھتا ہوا آتش جہنم میں ڈالا جائے۔"

۴۔ "دولتمند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے۔"

باقی رہے دوسرے انسان، تو ان کے متعلق ارشاد ہے کہ:۔

"لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔"

یعنی مسیح دوسروں کو مخاطب ہی نہیں کرتے تو نجات کیسی؟ گویا کہ حضرت مسیح کی قربانی سے جو فوائد ملنے تھے وہ نہ ملے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسیح کو صلیب پر ظلم سے کھینچا گیا تھا حضرت مسیح خود اس کے لئے تیار نہ تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

"میری جان نہایت غمگین ہے
یہاں تک کہ مرنے کی نوبت
پہنچ گئی ہے۔"
مُنہ کے بل گر کر یُوں دعا کی :۔
"اے میرے باپ اگر ہو سکے
تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔"
فیصلہ کے وقت پلاطوس نے کہا :۔
"مَیں اس راستباز کے خون
سے بَری ہوں۔"
لوگوں نے جواب میں کہا کہ :۔
"اس کا خون ہماری اور ہماری
اولاد کی گردن پر۔"

اور تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ ہر صدی میں دو تین مرتبہ یہود پر ایسی آفات نازل ہوتی رہی ہیں جو عبرتناک تھیں ـــــ گزشتہ جنگ میں ہٹلر نے ۶۰ لاکھ یہودی بُری طرح موت کے گھاٹ اُتار دیئے

۷۶۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ یہ فعل ظالمانہ تھا جس سے یہود گنہگار ہوئے اور انہوں نے انجیل کے مطابق حضرت مسیحؑ کے گناہ بھی اُٹھائے اور اپنے بھی۔ اس لئے وہ دنیا میں لعنتی ہوئے۔

عیسائیت کا مضمون تو یہ تھا کہ حضرت مسیح نے گنہگاروں کے گناہ اٹھائے، خود لعنتی موت قبول کی اور اس طرح قربانی دی مگر مندرجہ بالا بیان سے ثابت یہ ہوا کہ یہود لعنتی ہوئے کیونکہ انہوں نے ظلم سے ایک پاک نفس کو صلیب پر لٹکایا اور اس ظلم کی وجہ سے مقتول کے تمام گناہ قاتل کی گردن پر چڑھے جس کا خمیازہ وہ آج تک بھگت رہے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؎

ہندوستان کے خریدار حضرات

ہندوستان میں الفرقان کے خریدار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنا چندہ مکرم مسعود احمد صاحب ایس قادیان کے نام منی آرڈر کر کے رسید منی آرڈر بذریعہ ڈاک ہمیں روانہ فرما دیں۔ رسید نہ آنے کی صورت میں کارروائی میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ بقایا دار حضرات بھی اپنا بقایا ادا کر کے ہمیں اطلاع دیدیں۔

سابقہ اعلان کے مطابق چندہ پیشگی آنا ضروری ہے پیشگی رقم ادا نہ ہونے یا بقایا ہونے کی صورت میں رسالہ جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ اسلئے تمام خریدار حضرات سے درخواست ہے کہ اپنا چندہ اور بقایا روانہ فرما کر رسید منی آرڈر ہمیں ارسال کر دیں۔ شکریہ!

مینجر الفرقان ربوہ

تین ضروری اقتباسات

(۱) مندرجہ ذیل حوالہ "اصُولِ کافی" کا ہے جو شیعوں کے ماہنامہ "نور" کراچی شمارہ اپریل ۱۹۶۵ء سے لیا گیا ہے:-

"عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ تبارک وتعالیٰ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکاً عظیماً۔ قال جعل منھم الرسل والانبیاءَ والائمّۃ فکیف یقرّون فی اٰل ابراھیم وینکرونہ فی اٰل محمّد۔ قال قلتُ واٰتیناھم مُلکاً عظیماً قال الملک العظیمُ ان جعل فیھم ائمّۃً مَن اطاعھُم اَطَاعَ اللہ ومَن عَصَاھُم عَصَی اللہ فھُو الملک العظیم۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الخ کے متعلق کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اولادِ ابراہیم میں رسول اور نبی اور امام بنائے ہیں کیسی عجیب بات ہے کہ آلِ ابراہیم میں تو یہ فضیلت مانتے ہیں اور آلِ محمدؐ میں انکار کرتے ہیں۔ اور اِس آیت میں مُلکِ عظیم سے مراد یہ ہے کہ اولادِ ابراہیم میں خدا نے امام بنائے جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔"

(ماہنامہ نور کراچی اپریل ۶۵ء صفحہ ۲۵۹)

کیا شیعہ صاحبان حضرت امام جعفر صادق کے اِس فرمان کے بموجب حضرت ابراہیمؑ کی آل کے حاصل کردہ انعامات کی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں امامت کے ساتھ ساتھ رسالت اور نبوت جیسے انعامات بھی ماننے کو تیار ہیں؟

(خاکسار عبدالماجد امجد بی۔ اے ہیرو شرقی ضلع ڈیرہ غازی خان)

(۲) مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت داؤدؑ پر جب خدا کے
احسانات کا اثر غالب آتا تھا تو وہ
بے ساختہ وجد میں آکر رقص کرنے
لگتے تھے۔ ان کا کلام جس قدر ہے
سرتاپا شعر ہے جو اُن کے پُرجوش
دل سے بے ساختہ نکلتا تھا"
(مقالات شبلی جلد دوم ص۲۳۔
ناشر عشرت پبلشنگ ہاؤس انارکلی
لاہور)
(خاکسار راجہ نصر اللہ خان راولپنڈی)

(۳) حکیم محمد عبداللہ صاحب ناظم کتب خانہ سلیمانی
ساکن جہانیاں ضلع ملتان پاکستان کی شائع کردہ
کتاب کنز الاطباء جلد اول کے ص ش پر دیباچہ
اشاعت دوم "نذر فساد" کے زیر عنوان مندرجہ ذیل
الفاظ مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق درج ہیں:۔

"دیباچہ اشاعت دوم نذر فساد"
دوسری اشاعت ثنائی برقی پریس امرتسر
میں بھائی عطاء اللہ۔ رحمت اللہ کے
حسن اہتمام سے عمل میں آئی اور ضائع
ہوگئی۔ صرف کتاب ہی ضائع ہوتی
تو چنداں مضائقہ نہ ہوتا۔ افسوس
تو یہ ہے کہ میرے بھائی مولوی
عطاء اللہ ابن مولوی ثناء اللہ
صاحب بھی اس عرصہ میں جام شہادت
نوش فرما گئے۔ اور پھر اپنے اکلوتے
بیٹے کے غم میں گھل گھل کر
ہندوستان کے مقتدر
عالم (مولانا ثناء اللہ صاحب)
بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون
خادم خلق اللہ محمد عبداللہ عفی عنہ
حال وارد جہانیاں ضلع ملتان
(کتاب کنز الاطباء جلد اول ص ش
مطبوعہ دسمبر ۱۹۴۸ء)
(خاکسار حکیم غلام رسول خان جھول
ضلع رحیم یار خان)

الفرقان کا آئندہ نمبر

ماہ اکتوبر کا الفرقان بھی ایک خاص نمبر ہے
تردید عیسائیت اور تردید بہائیت پر اہم مقالات کے
علاوہ دو تحقیقی مضامین (۱) قارون کون تھا (۲) حضرت
آدم ہندوستان میں بھی شامل اشاعت ہو رہے ہیں۔ نیز
دفتر میں آمدہ جملہ استفسارات و سوالات کے بھی جواب درج ہونگے

الفرقان کا "شہید نمبر"

ماہ نومبر میں
شائع ہوگا۔ انشاء اللہ
(ایڈیٹر)

محترم مصلح الدین صاحب سعدی مرحوم کا ذکرِ خیر!

(از مصلح الدین صاحب خادم بنگالی ایم اے، قائد مشرقی پاکستان چٹاگانگ)

برادرم مصلح الدین سعدی مرحوم ایک مخلص اور زندہ دل دوست تھے۔ احمدیت کے لئے نہایت درجہ غیرت رکھنے والے احمدی تھے۔ آپ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ طبیعت میں بڑی سعادت تھی۔ محتاجوں کی مدد میں مقدور بھر حصہ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بڑا ذرّہ نواز ہے۔ سعدی مرحوم کو مشرقی پاکستان کے دُور دراز علاقوں میں اپنے حلقۂ احباب میں پیغامِ حق پہنچانے کی توفیق ملتی رہی۔ ان کے بچوں عزیزان ایوبی، جیلی اور شہاب سلمہم اللہ میں بھی اپنے والد کی غیرتِ احمدیت ورثہ میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور مرحوم کے جملہ پسماندگان کا حامی ہو۔ آمین۔

سعدی مرحوم کی ابتدائی زندگی قادیان میں ہی گزری تھی۔ ان کی اہلیہ محترمہ محمودہ بیگم سعدی ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے احمدیت کو اچھی طرح سمجھا ہے اور اس کے لئے ہر قربانی کرنا سعادت سمجھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم بھائی کے درجات بلند کرے اور ان کے اہل و عیال کا خود کارساز ہو۔ آمین

ذیل میں سعدی مرحوم کے مختصر حالات بنگالی مصلح الدین صاحب ایم۔اے کے قلم سے درج کئے جاتے ہیں ——— (ابوالعطاء)

ہمارے بزرگ بھائی مکرم مصلح الدین صاحب سعدی مورخہ ۱۵ر فروری ۱۹۶۵ء کو اچانک دس بج کر دس منٹ صبح حرکتِ قلب بند ہو جانے سے چٹاگانگ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس غیر متوقع اور اچانک خبر سے جماعت اور شہر میں غم و اندوہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مرحوم بیمار نہ تھے، حرکتِ قلب بند ہونے سے ان کی وفات ہوئی۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے احمدیت کے فدائی اور جماعت کے ایک سرگرم رکن۔ آپ مولانا دردؓ صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے۔ لدھیانہ میں ۸ر مئی ۱۹۲۹ء کو پیدا ہوئے اور گورنمنٹ کالج لدھیانہ میں تعلیم پائی۔ علی گڑھ کالج سے بی۔ اے کیا۔ آپ ہاکی کے ایک بہترین کھلاڑی تھے۔ اپنے کالج کی ٹیم کے کپتان بھی رہے اور کئی انعامات حاصل کئے۔

آپ نے ایک لمبا عرصہ قادیان میں بھی گزارا۔ اور وہاں کی تعلیم و تربیت سے بھی مستفیض ہوئے۔

مرحوم سعدی صاحب قریباً عرصہ سترہ سال سے بغرضِ ملازمت چٹاگانگ میں مقیم تھے۔ آپ نہایت خوش اخلاق انسان تھے۔ آپ کا حلقہ اثر بہت وسیع تھا۔ ایک دنیا آپ کی گرویدہ رہتی تھی۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ شروع شروع میں چٹاگانگ میں جماعت کی تنظیم آپ کی تحریک اور کوششوں سے ہوئی۔ مسجد احمدیہ کی تعمیر میں بھی آپ کا خاص حصہ تھا۔ مسجد کی تعمیر اور اس کی صفائی میں جو وقارِ عمل ہوئے تھے اُن میں آپ بخوشی شامل ہوتے۔

وفات سے چند سال قبل آپ ملازمت سے فارغ ہو گئے تھے اور عرصہ تک بے روزگار رہے۔ لیکن کبھی دل پر ملال نہ لائے۔ غیرت اور خودداری کی یہ حد تھی کہ باوجود دوسرے دل پر اس قدر احسانات کے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنا کاروبار شروع کیا۔ چٹاگانگ کو چھوڑنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس عرصہ میں آپ کو جماعتی کاموں میں اَور بھی زیادہ حصہ لینے کا موقعہ ملا اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ خاص طور پر گزشتہ رمضان المبارک میں آپ احباب جماعت کو روزانہ ایک حدیث سنایا کرتے تھے۔ اس کو زبانی یاد کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپ جماعت کے بچوں کی تربیت میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ وفات تک آپ التزام کے ساتھ مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کرتے تھے۔ اپنے بچوں کو بھی نماز باجماعت پر قائم کرتے تھے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے انہیں خود بھی اور چند دیگر احباب کو اس قسم کی خوابیں آئی تھیں جن میں ان کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔ لیکن ان کی صحت، چستی اور زندہ دلی کو دیکھتے ہوئے کسی کا اس طرف دھیان نہ گیا۔ بلکہ اور تعبیریں کرتے رہے لیکن مولیٰ کے حکم کے سامنے کس کی چلتی ہے۔

آپ بہت خلیق اور مہمان نواز تھے۔ خدمتِ خلق کا جذبہ ان کی سرشت میں تھا۔ ملک کی تقسیم کے بعد آپ سے بہت لوگوں نے فائدے اٹھائے۔ اور فارغ البال ہوئے اور اس امر کے وہ سب اقراری ہیں لیکن یہ خدمات بالکل بے لوث تھیں اور آپ نے ان کو کبھی نہ جتایا۔ جو بھی آپ کی مجلس میں چلا جاتا خوش خوش لوٹ کر آتا۔ آپ کا اندازِ گفتگو نہایت شگفتہ اور دل کو موہ لینے والا تھا۔ معمولی معمولی باتوں کو نہایت دلچسپ انداز میں بیان کرتے۔ مرکز سے جب بھی معزز مہمان آتے ان کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور سب پر سبقت لے جاتے۔

مرحوم سعدی صاحب یہاں کے Lions club اور رائفل کلب کے ایک سرگرم رُکن بھی تھے اور کئی سال تک اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور متعدد انعامات حاصل کئے۔ چٹاگانگ میں ۱۹۶۰ء میں جو قیامت خیز سیلاب آیا تھا اس میں کلب کی طرف سے آپ نے خدمتِ خلق کے وہ عظیم کارنامے سرانجام دیئے کہ دشمن بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں کے اعلیٰ حکام بھی

آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کی خدمات کی تعریف اُس وقت کے گورنر جنرل اعظم نے بہت کی اور انہیں بہت سراہا۔ مقامی ڈپٹی کمشنر نے ان کے اِن کارناموں کی وجہ سے ان کی صدر مملکت جناب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان سے خصوصی طور پر ملاقات کرائی۔ مقامی اخبارات میں آپ کی وفات کی خبر شائع ہوئی اور آپ کے کارناموں کو بہت سراہا گیا۔

آپ کا جنازہ جس طرح ربوہ گیا اور آپ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو قربِ الٰہی حاصل تھا۔ پہلے چند مجبوریوں کی وجہ سے فیصلہ ہوا کہ انہیں سردست چٹاگانگ میں ہی امانتاً دفن کیا جائے اور تمام انتظامات مکمل ہو گئے صرف نعش دفن کرنا رہ گئی تھی یکدم اللہ تعالیٰ نے حالات کو بدل دیا اور مغرب کے وقت جبکہ ہم نعش کو قبرستان لے جانے کو تیار تھے ربوہ جانے کا فیصلہ ہوا۔ اس وقت نہ ٹکٹوں کا انتظام تھا اور نہ لاہور سے ربوہ نعش کو لے جانے کا انتظام۔ ڈاکخانہ والوں نے ہڑتال کر رکھی تھی۔ اطلاع کے ذرائع بھی مسدود تھے اور دوسری صبح یہاں سے روانگی تھی لیکن جس طرح سے مشکلات خود بخود ہی ہٹتی چلی گئیں وہ واقعہ ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔ بظاہر یہ ایک ناممکن امر تھا لیکن ہم نے اسے اپنی آنکھوں سے ہوتے ہوئے دیکھا۔

مرحوم کا جنازہ چٹاگانگ، ڈھاکہ، لاہور اور ربوہ چار جگہ میں پڑھا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔

یہاں آپ کی نمازِ جنازہ احاطہ انجمن میں پڑھی گئی جس میں احمدی اور غیر احمدی احباب کثرت سے شامل تھے۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے بچگان اور بیگم صاحبہ کو اور دیگر رشتہ داروں اور دوستوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین +

مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ (بقیہ ص ۳)

ایلن سپر گیگیٹ اپنے نوٹ میں لکھتے ہیں:۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص عیسائی رہتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھے کہ صلیب پر مسیح مرا نہیں تھا بلکہ اس پر صرف بے ہوشی طاری ہوئی تھی؟ ——

اس سوال کے جواب میں بلور سٹریٹ یونائیٹڈ چرچ کے نائب پادری ریورنڈ ڈونلڈ گلیز —— (Dr. Donald gillies ASSISTANT MINISTER DLOOR STREET UNITID CHURCH) نے کہا ہے:۔

یقیناً یہ ممکن ہے۔ کیونکہ ایک عیسائی کا عیسائی رہنے کے لئے مسیح کی صلیبی موت کی مخصوصیت سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں —— مسیح کی صلیب تو صرف اس امر کی ایک علامت ہے کہ انسان اپنی موت تک تسلیم و رضا اور اطاعت کا نمونہ پیش کرتا چلا جائے"۔ +

(روزنامہ ساتھی پٹنہ (بھارت) ۱۵ر اگست ۶۵ء)

اقتباس

مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے [1]

ایک مشہور برطانوی ڈاکٹر کی جدید تحقیق اور اُس کا ردِ عمل

پچھلے دنوں برطانیہ میں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا جس نے ملک بھر کے مذہبی حلقوں میں ایک تہلکہ سا مچا دیا۔ یوں کہ وہاں کے ایک نامی گرامی طبی ماہر نے امراضِ غشی کے تعلق میں اپنے وسیع تجربہ اور جدید تحقیق کی بناء پر اس حتمی اور یقینی رائے کا اظہار کیا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ ان پر اس وقت محض غشی کی حالت طاری ہو گئی تھی جو موت کے مشابہ تھی۔ فی الاصل وہ زندہ ہی تھے اور زندہ حالت میں ہی صلیب پر سے اُتارے گئے تھے۔ انہوں نے اپنی اس رائے اور نظریہ کو صرف اپنے احباب تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اس پر مشتمل ایک مضمون بھی وہاں کے مشہور اخبار "سنڈے ٹائمز" میں شائع کرا دیا۔

مضمون کا شائع ہونا تھا کہ ملک کے مذہبی حلقوں میں ایک شور پڑ گیا۔ اس کی تردید اور تائید میں مضامین اور بیانات شائع ہونے شروع ہو گئے۔

اس ہنگامہ کی صدائے بازگشت شمالی امریکہ بھی پہنچی۔ چنانچہ اس تہلکہ انگیز مضمون اور اس کے شدید ردِ عمل پر کینیڈا کے اخبار ٹورانٹو ڈیلی سٹار (TORONTO DAILY STAR) ایلن سپرگیٹ (ALLEN SPRAGGETT) نامی کالم نویس کا ایک تفصیلی نوٹ شائع ہوا جس میں انہوں نے اس برطانوی ڈاکٹر کے نظریہ پر روشنی ڈالنے کے علاوہ اس امر کا بھی ذکر کیا کہ ابتدائی زمانہ کا ایک مسیحی فرقہ بھی اسی نظریہ کا حامل تھا کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔

پھر انہوں نے یہ بھی لکھا کہ یہ نظریہ اسلام کے بھی عین مطابق ہے کیونکہ قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی تھی بلکہ ان کی حالت اُس وقت ایک وفات یافتہ انسان کی سی ہو گئی تھی۔ ایلن سپرگیٹ کا یہ نوٹ بہت دلچسپ اور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ہم اس کا اُردو ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :-

—— کیا فی الواقعہ صلیب پر مسیح کی موت واقع ہو گئی تھی؟ —— اس سوال کے جواب میں ایک برطانوی ڈاکٹر نے اپنا نظریہ شائع کر کے کہ —— مسیح صلیب پر نہیں مرا تھا اسلئے وہ مر کر بھی نہیں اٹھا —— برطانیہ میں غیظ و غضب کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔

اس مسئلہ پر سینٹ تھامس ہسپتال لندن میں امراضِ غشی کے مخصوص ماہر ڈاکٹر جے۔ جی۔ لورن (Dr.J.G.)

---

[1] یہ مضمون لفظ بلفظ روزنامہ "ساتھی" سے منقول ہے۔ (ادارہ)

BOURN) نے حال ہی میں وہاں کے اخبار سنڈے ٹائمز میں اپنے خیالات پیش کئے ہیں۔ ڈاکٹر بورن ایک راسخ العقیدہ عیسائی کے طور پر مشہور ہیں۔ انہوں نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ صلیب پر لٹکنے کے دوران مسیح پر ایک قسم کی غشی طاری ہو گئی تھی اور جب اُسے قبر میں رکھا گیا تھا وہ مُردہ نہیں تھا۔

انہوں نے اپنے اس نظریہ کی بنیاد غشی کے بعض مریضوں کے گہرے معائنہ اور تجربہ پر رکھی ہے۔ ان مریضوں پر بعض دواؤں کے ذریعہ بیہوشی طاری کی گئی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ بعض مریضوں کو سیدھا کھڑا کر کے بے ہوش کیا گیا۔ ان میں سے بعض غشی اور سکتہ کی حالت میں نصف گھنٹہ رہے۔ بعض کی یہ حالت رہی اور ایک مریض تو اس حالت میں مسلسل دو ہفتہ رہا۔ تب کہیں جا کر اُسے ہوش آیا — مسیح کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر بورن نے لکھا ہے: ہو سکتا ہے کہ مسیح کی صلیبی موت پر اعتراض کو بے دینی سے تعبیر کیا جائے لیکن ایسی وجوہ موجود ہیں جن کی بناء پر گمان کیا جا سکتا ہے کہ فی الحقیقت مسیح پر غشی طاری ہو گئی تھی اور یقین یہ کر لیا گیا کہ ان کی موت واقع ہو گئی ہے۔ بعض ازاں اُن کی غشی کی وہ حالت دُور ہو گئی اور وہ باقاعدہ ہوش میں آ گئے۔

ڈاکٹر بورن نے اپنے اس نظریہ کو پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اپنے اس نظریہ سے میں عیسائیت کو تباہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ میرے نظریہ کے نتیجہ میں ان لوگوں کے لئے عیسائیت میں زیادہ کشش پیدا ہو جائے گی جو مسیح کے مر کر جی اُٹھنے کی غیر فطری توجیہہ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں — فی الحقیقت غشی سے متعلق ڈاکٹر بورن کا یہ نظریہ نیا نہیں ہے بلکہ اس پر قدامت کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ ابتدائی زمانہ کے مسیحی کلیسیا میں ڈوسیٹ صلیب پر مرا نہیں بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ مر گیا ہے۔ یہی نظریہ باضابطہ اسلامی عقیدہ کی بھی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید میں لکھا ہے کہ — یہودیوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا اور نہ انہوں نے اسے صلیب دی۔ وہ ان کے لئے ایک ایسے شخص کے مشابہ ہو گیا کہ جسے صلیب دیدی گئی —

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا ایک فرقہ بھی یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان آیا اور وہاں چالیس سال تک رہا۔ یہاں تک کہ اس نے وہیں وفات پائی۔ اس کا مقبرہ جو کشمیر کے شہر سرینگر میں بیان کیا جاتا ہے ایک خانقاہ کی حیثیت رکھتا ہے یہاں لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

(ٹورانٹو ڈیلی سٹار ۱۰ اپریل ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۳)

آگے چل کر ایلن سپرگیٹ نے اس شدید ردعمل کا ذکر کیا ہے جو ڈاکٹر بورن کے نظریہ کی اشاعت پر برطانیہ میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ اس نظریہ کے خلاف اور اس کے حق میں انہوں نے متعدد پادریوں کے بیانات درج کئے ہیں۔ اُن میں سے ڈونلڈ گلیز نامی پادری کا بیان بہت دلچسپ ہے۔ انہوں نے صاف کہا ہے کہ عیسائیت میں مسیح کی صلیبی موت کو بنیادی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ ایک شخص اس کا انکار کر کے بھی عیسائی رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ان کے اس بیان کا ذکر کرتے ہوئے

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

یاد رفتگان

الحاج جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل آف یادگیر کا ذکر خیر

محترم الحاج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم یادگیری ان مخلص خدام احمدیت میں سے تھے جو حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ آپ نے بچپن سے ہی قادیان دارالامان میں دینی تعلیم حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر ریاست حیدرآباد میں وکالت کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ آپ کی طبیعت نہایت محققی اور علم دوست تھی ہمیشہ مطالعہ جاری رکھتے تھے اور ہر بات کی تحقیق کرتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تقریر کا اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا اور تحریر میں بھی آپ خاصی دسترس رکھتے تھے۔ ان سارے پہلوؤں کے لحاظ سے ان کا وجود جنوبی ہند کی جماعت ہائے احمدیہ کے لئے بہت مفید تھا۔ جماعتی کاموں میں خوش دلی سے حصہ لینا مرحوم اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ انہوں نے کئی مرتبہ مخالف علماء سے دینی مسائل پر کامیاب مناظرہ کیا۔ جماعت کے دوستوں کی خیر خواہی ان کا شیوہ تھا۔ چونکہ غربت کی حالت سے ترقی کی تھی اسلئے غریبوں اور مستحق امداد افراد کے لئے آپکے دل میں خاص ہمدردی تھی۔ جماعت کے مرکزی کاموں میں بھی مشورہ کے لحاظ سے ان کا وجود بہت مفید تھا۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ان کے علاقہ کے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مرکز سلسلہ میں دینی تعلیم حاصل کریں اور مرکز سے وابستگی پختہ سے پختہ تر ہوتی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حیدرآباد کے بعض احمدی گھرانوں کو مالی ثروت کے ساتھ ساتھ قلبی وسعت بھی عطا فرمائی تھی اگرچہ اب تقسیم ملک کے بعد مالی حالات دگرگوں ہو گئے ہیں تاہم یہ روح اب بھی کام کر رہی ہے اور متعدد احمدی نوجوان مرکز سلسلہ میں بعض مخیر احباب کے خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت الحاج سیٹھ حسن صاحب مرحوم کو اس کا بڑا ثواب ملتا رہے گا۔ الحاج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی نیکیوں میں بھی حضرت سیٹھ صاحب کا حصہ ہے۔ اب سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ بھی اسی نیک سنت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس علاقہ کے کئی ہونہار نوجوان سلسلہ کی امانت کو اٹھانے کے اہل ثابت ہو چکے ہیں اور وہ تبلیغی میدان میں نہایت اچھا کام کر رہے ہیں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

محترم بھائی الحاج محمد اسمٰعیل صاحب فاضل یادگیری کا حلقۂ احباب بھی بہت وسیع ہے۔ میرے ساتھ بھی ان کے نہایت محبانہ اور مخلصانہ تعلقات تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو اللّٰھم آمین یا رب العالمین

(ابوالعطاء)

حاصلِ مطالعہ

حدیثِ مجدّد اور اس کا ظہور

(از مکرم چودھری ارشاد علی خان صاحب مظفر گڑھ)

(قسط ۱)

کتاب "جامع المجدّدین" (سیرت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) زیرِ نظر ہے۔ کتاب ہذا کا مقدّمہ جناب مولوی سیّد سلیمان صاحب ندوی کے قلم سے ہے۔ اس مقدمہ میں سے چند ضروری اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:-

(۱) "اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت جاری ہے کہ جب ضرورت پیدا ہوتی ہے تو اس کے دفعیہ کا بھی سامان پیدا کرتے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں چاند اور تاروں کے چراغ جلا دیتے ہیں۔ گرمی اور اُمس جب شدّت کو پہنچ جاتی ہے تو ابرِ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ جہاں بیماریاں وہیں اس کی دوائیں اگاتے اور تدبیریں بتاتے ہیں۔ بالکل یہی حال امراضِ باطنی اور احوالِ نفسانی کا ہے۔ جب فساد ظاہر ہوتا ہے اصلاح کی تدبیر اُبھرتی ہے۔ جب ظلمت انتہا کو پہنچتی ہے سپیدۂ نور کا طلوع ہوتا ہے ضلالت کے ساتھ ہدایت، کفر کے ساتھ ایمان، آذر کے ساتھ ابراہیم اور فرعون کے ساتھ موسیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی اصول پر دنیا میں تاریکی کے ہر دَور میں نبوّت کا نیا نور چمکا اور دنیا کو روشن کر گیا۔ آخر حضور رسالت مآب خاتم النبیّین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ پاک پر جب شریعت اتمام کو پہنچی اور دین کامل ہو گیا اور اس کی حفاظت کی ذمّہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر لی تو نسلِ انسانی کو اس شریعت کی راہ دکھانے اور اس دین کے مسائل بتانے اور نئے نئے زمانے کے نئے نئے فتنوں سے محفوظ رکھنے اور دین و شریعت کو تحریف و تبدیل سے بچانے اور شکوک و شبہات کو مٹانے کے لئے ہر دَور میں ایسی ہستیاں ظاہر فرمائی جاتی رہی ہیں جو دین کو اپنے اصلی جادہ پر قائم رکھ سکیں اور اس کے چشمہ صافی کو گرد و غبار سے صاف کر کے

مصفی رکھیں۔

مقصود یہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ حرکت میں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہر چیز حرکت میں ہے۔ اس حرکت سے لوگوں کے خیالات و اعمال میں گھٹاؤ بڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ نئی نئی تحریکیں نمایاں ہوتی ہیں۔ نئی نئی بدعتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ نئے نئے خیالات لوگوں کے دلوں میں جگہ پاتے ہیں۔ زبان، طرزِ تعبیر، طریقِ استدلال میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ سب کے سب مل کر ایمانیات اور یقینیات میں شک و شبہ کی راہیں کھولتے ہیں۔

اس لئے اس قادرِ مطلق نے جس نے دین کی حفاظت کی ذمہ واری اپنے اوپر لی ہے۔ مخصوص انسانوں کے ذریعے دین کی حفاظت کے وعدہ کو پورا فرماتے رہتے ہیں۔

یہ تحریف و تبدیل اور خیالات کا اُتار چڑھاؤ اور اعمال کا بگاڑ ہر زمانہ میں الگ الگ راہوں سے اور انوکھے اور نت نئے دروازوں سے داخل ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے ہر زمانہ کا فسادِ عمل اور سوءِ اعتقاد ایک طرح کا نہیں ہوتا۔ کہیں یہ فساد قیصری و کسرائی حکومتوں کے قاعدوں اور قانونوں کی راہ سے آیا۔ کبھی یونانی و عجمی علوم و فنون کی صورت میں آیا۔ کبھی ہند و شام و مصر کے سابقہ مذہبوں کے اختلاط نے دین میں گنجلک پیدا کی اور کبھی کسی ملک کے رسم و رواج نے شریعت کی جگہ لے لی۔ کبھی غیر شرعی عصری تحریکات نے دلوں اور دماغوں کو متعفن کیا۔ غرض کبھی سیاست کی راہ سے، کبھی علم و فن کی راہ سے، کبھی تہذیب و تمدن کی راہ سے، کبھی حکومت کی راہ سے، کبھی عقل پرستی اور خرد نوازی کے ذریعے سے، کبھی غیر دینی اقتصادی و تمدنی نظامات کے واسطے سے بلکہ کبھی خود غلو فی الدین اور تشدد فی الدین کی راہ سے دین میں تحریفات و بدعات پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے ہر زمانہ کے مفاسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عصر میں ظہور ہوتا رہا ہے۔ اور انہوں نے خداداد قوتِ عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی مقبولیت پاکر زمانہ کی مشکلوں کا پورا مقابلہ کرکے اصل دین کے چہرہ سے زمانے کے گرد و غبار کو صاف کیا ہے اور پھر دین کی حقیقت کو بے غبار کرکے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

ہر صدی میں ایسے مجدد کے ظہور کی حدیث حسب ذیل ہے:۔

عن ابی هريرة فی ما اعلم

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ یبعث فی اُمّتی علیٰ راس کل مائۃٍ من یجدد لھا دینھا۔ (ابو داؤد کتاب الملاحم) بے شبہ اللہ تعالیٰ میری اُمت میں ہر صدی کے سرے پر ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا کر دے گا۔

یہ روایت ابوداؤد کی ہے حاکم نے مستدرک کتاب الفتن میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی دوسری روایتیں کی ہیں۔ بعض محدثین نے گو اِس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے۔ خود اِسی ابوداؤد کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع میں راوی کو تردّد ہے۔

مگر ایسی بہت سی حدیثیں ہیں جن کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔ مگر واقعہ نے ان کی صداقت کی توثیق کردی ہے۔ یہی حال اس حدیث کا بھی ہے اور تاریخ اس کی صداقت کی شاہد ہے۔"

(باقی آئندہ)

ایک جواب | محمد اشرف صاحب لائلپور کو حسب ذیل جواب دیا گیا تھا۔ "آپ نے المنبر کا تازہ پرچہ بذریعہ رجسٹری بھجوایا ہے غالباً آپ کی مراد مباہلہ والے بے نام مضمون کیطرف توجہ دلانا ہے یہ مضمون اپنی ذات میں سنجیدگی پر دلالت نہیں کرتا ورنہ کیا وجہ تھی کہ ایڈیٹر صاحب المنبر کو اس سے اتفاق نہ ہوتا۔ جہاں تک مولوی ثناء اللہ صاحب کے مباہلہ نہ کرنے کے متعلق الفرقان کا مضمون ہے اسے تو مضمون نگار نے ضمناً تسلیم کرلیا ہے اب اِس موضوع پر اہلحدیث زعماء کو توجہ کرنی چاہیئے۔ (خاکسار ابو العطاء جالندھری)

ایک وضاحت | جناب آدم خان صاحب امیر جماعت احمدیہ مردان تحریر فرماتے ہیں کہ "الفرقان ماہ جولائی کے صـ۳۱ پر حضرت نوحؑ کے نام کے متعلق "حاصل مطالعہ" کے تحت تفسیر صادی صـ۵ کا ایک حوالہ درج کیا گیا ہے یہ حوالہ درست ہے لیکن صفحہ کی غلطی معلوم ہوتی ہے مطبع کا اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال میرے پاس تفسیر صادی مصری میں یہ حوالہ آیت ولقد ارسلنا نوحاً الخ سورہ اعراف آیت ۵۹ کے تحت صـ۱۵ پر یوں درج ہے۔ ونوح اسمہ عبد الغفار"

قارئین الفرقان سے درخواست ہے کہ یہ صفحہ بھی نوٹ فرمالیں تا حوالہ تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

(خادم احمدیت۔ دوست محمد شاہد)

بیعت کرنا کیوں ضروری ہے

(از جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب فاضل مبلغ مشرقی افریقہ)

کئی لوگوں کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جبکہ جماعت احمدیہ کا کلمہ بھی وہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے، نماز بھی وہی ہے، قبلہ بھی وہی ہے اور قرآن شریف بھی وہی ہے تو پھر اس کے عقائد کو درست ماننے کے بعد اس میں داخل ہونے کے لئے بیعت کرنا کیوں ضروری ہے۔ سو اس لئے کہ ہر خاص و عام پر بیعت کی اہمیت واضح ہو جائے اس وسوسہ کا جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی وہ تبلیغی جماعت ہے جو اسلام کی تبلیغ کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتی ہے لیکن جیسا کہ ہر حقیقی جماعت کا کوئی نظام ہونا ضروری ہے اسی طرح اس جماعت کا بھی ایک محکم نظام ہے اور اس جماعت کا ہر فرد زنجیر کے اس حلقہ کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنی ذات میں بھی قائم و مستحکم ہے اور دوسرے حلقوں کے ساتھ بھی مربوط ہے۔ پس جس طرح کوئی حلقہ زنجیر سے علیحدہ ہو کر زنجیر کا جزو شمار نہیں ہو سکتا بعینہٖ اسی طرح وہ شخص جو جماعت احمدیہ کی صداقت کا تو قائل ہے لیکن بیعت کر کے اس جماعت میں داخل نہیں ہو جاتا وہ یقیناً اپنے وجود کو ایک عظیم الشان خطرہ کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ ایسے شخص کا یہ سطحی ایمان (یعنی صداقتِ احمدیت کے قائل ہونے کا دعویٰ) کسی وقت اُسے ایسی ٹھوکر لگا دے کہ وہ اس ظاہری اور سطحی ایمان سے بھی محروم ہو جائے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خطرہ کے پیش نظر پُر حکمت ارشاد فرمایا ہے کہ "سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَاِنَّمَا یُصِیْبُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الشَّارِدَۃَ" یعنی اپنے نظامِ جماعت کو اس رنگ میں اپناؤ کہ ایک فرد اور دوسرے فرد کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہ رہ جائے۔ کیونکہ جو شخص ایک نظام کو سچا سمجھ کر پھر اس کے اندر داخل ہو کر اور اس میں مدغم ہو کر اپنی حفاظت نہیں کرتا اس کے لئے ہر وقت یہ خطرہ درپیش ہے کہ اس کو کوئی بہکا نہ لے جائے جیسے کہ وہ بکری جو اپنے ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے اس کے لئے یہ حقیقی خطرہ ہر وقت موجود ہے کہ اس کو بھیڑیا نہ لے جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا" کہ اللہ تعالیٰ کی رسی (یعنی نظامِ جماعت) کو تم سب کے سب بلا استثناء اس مضبوطی سے تھامو کہ تفرقہ نظر ہی نہ آئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ" یعنی اللہ تعالیٰ (کی برکت) کا ہاتھ اُن لوگوں پر ہے جو اپنے آپ کو ایک نظامِ جماعت میں منسلک کرتے ہیں۔

اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ "مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ" یعنی جو نظامِ جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالتا ہے پس بیعت کرنا اسلئے ضروری ہے کہ تا انسان لفظاً و معنیً اُس جماعت کے اندر داخل ہو جائے جس کی صداقت کے قائل ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے اور تا وہ حقیقی معنوں میں اس زنجیر کا ایک حلقہ بن جائے جس زنجیر کو وہ اللہ تعالےٰ کی رسی سمجھتا ہے۔ پھر بیعت کرنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ تا وہ گمراہ ہونے اور آگ میں پڑنے سے اُس خطرہ سے بچ جائے جس کا جماعت سے علیحدہ رہنے کی صورت میں مذکورہ بالا احادیث نبویہ میں ذکر ہے۔

اب میں بیعت کی تاریخی حیثیت و اہمیت کو بیان کرتا ہوں۔ کیا یہ تاریخی حقیقت کسی مسلمان سے مخفی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو سب مسلمانوں نے من حیث الجماعت سیدنا حضرت ابوبکرؓ کو نہ صرف اپنا خلیفہ منتخب کیا بلکہ سب نے مل کر اُن کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد اس انتخاب اور بیعت کو حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر دہرایا اور علیٰ ہذا القیاس بعد ازاں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو نہ صرف منتخب کیا گیا بلکہ اُن کے ہاتھوں پر بیعت کرنا بھی ضروری سمجھا گیا۔ پس یہ کہنا کہ جبکہ جماعت احمدیہ کا کلمہ بھی وہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے نماز بھی وہی ہے قبلہ بھی وہی ہے اور قرآن شریف بھی وہی ہے تو پھر بیعت کرنا کیوں ضروری ہے۔ یہ صرف نفس کا دھوکہ ہے اور کسی مومن کو اس دھوکہ میں ہرگز نہ آنا چاہیئے ورنہ یہ بتایا جائے کہ جبکہ خلفائے راشدین بھی کوئی نئی چیز نہ لائے تھے تو پھر اُن کی بیعت کرنا صدرِ اسلام میں کیوں ضروری سمجھا گیا تھا پس امام وقت کی بیعت کرنا نہ صرف تاریخی لحاظ سے ضروری ہوتا ہے بلکہ یہ اسلئے بھی ضروری ہے کہ تا اس سے تجدیدِ عہد ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل ہو۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کو اپنی بیعت کے لئے پیغام بھیجا تو تحریر فرمایا "اَنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ ...... وَاَنَّھُمْ اَنَاسٌ اِذَا اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْہُ اِمَامًا کَانَ ذَالِکَ لِلّٰہِ رِضًا" (نھج البلاغہ مشھدی) کہ اے معاویہ میری بیعت اُنہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کی اور یہ لوگ اس پایہ کے ہیں کہ اگر وہ کسی شخص کی بیعت کرکے اُسے اپنا امام تسلیم کرلیں تو اُن کا ایسا کرنا باری تعالےٰ کی رضاء کو حاصل کرنے کا موجب ہوتا ہے"۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ بھی امامِ وقت کی بیعت کو اللہ تعالےٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ پس حضرت علیؓ کے اس تاریخی مکتوب سے بھی بیعت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاھِلِیَّۃِ" جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو تسلیم نہیں کرتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور امامِ وقت

کو تسلیم کرنا مستلزم ہے اِس بات کو کہ اس کی بیعت کر کے اُس کی اطاعت کے جُوئے کو اپنی گردن میں ڈالا جائے تا اِس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد بھی پورا ہو جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ" یعنی جہاد کے لئے یہ ضروری ہے کہ مجاہدین کسی امام کے تابع ہوں اور اس کو اپنی ڈھال بنائیں پس جو شخص بیعت کر کے جماعت کے اندر شامل نہیں ہوتا اُس کی ڈھال کون ہے اور وہ کس کی پناہ میں ہے؟

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ امام وقت یا خلیفۂ وقت کی بیعت کرنا عقلی، شرعی اور تاریخی ہر لحاظ سے ثابت ہے اور بالخصوص امام مہدی علیہ السلام کی بیعت تو اسلئے بھی ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص مہدی کی بیعت کو لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضورؐ فرماتے ہیں "وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِىُّ" (بحوالہ مسلم) یعنی اگر تم کو مہدی علیہ السلام کا زمانہ ملے تو تم اس کی ضرور بیعت کرو اگرچہ تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے کیونکہ وہ مہدی زمین پر اللہ تعالیٰ کا جانشین ہے۔ پس اس حدیث کے ہوتے ہوئے پھر کونسا مسلمان امام مہدی کی بیعت سے انکار کر سکتا ہے؟

بیعت کی اہمیت واضح کرنے کے بعد اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ جب بیعت کرنی ضروری ہے تو کیا بیعت صرف دستی ہی ہو سکتی ہے یا تحریری اور by correspondence بھی ہو سکتی ہے؟ تو جاننا چاہیئے کہ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت ہر دو طریق سے ہو سکتی ہے۔ جو شخص امام وقت یا خلیفۂ وقت سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے اُس کیلئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ وہ خود حاضر ہو کر بیعت کرے لیکن جو شخص اتنے فاصلہ پر ہے کہ اُس کے لئے خلیفۂ وقت یا امام وقت کے پاس خود حاضر ہونا تکلیف مالا یُطاق ہے تو وہ تحریری بیعت بھی کر سکتا ہے اور کسی شخص کو اپنا نمائندہ بنا کر بھی بھیج سکتا ہے۔

اب بالآخر خود اِس زمانہ کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک اور رُوح پرور الفاظ میں بیعت کی ضرورت اور اہمیت کو درج کیا جاتا ہے ضرورتِ بیعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اُس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔"

(روحانی خزائن ۲ جلد سوم ص ۲۶۲)

پھر حضورؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں :-

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور اُن کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونیکے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگایا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۶۱)

پھر حضورؑ اپنی اسی کتاب کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"مگر جس مدعا کے لئے بیعت ہے یعنی حقیقی تقویٰ اختیار کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلئے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد رکھے اور اس وہم میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ اگر تقویٰ اور سچا مسلمان بننا پہلے ہی شرط ہے تو بعد اس کے بیعت کی کیا حاجت ہے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جائے اور اس کا جُزو بن جائے اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جس کو متصوفین دوسرے لفظوں میں رُوح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدا تعالےٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسی وہ خود خدا تعالےٰ کی نظر میں بُری و مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر یک موجود کو کالعدم سمجھ کر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ سو اس نور کے پیدا ہونے کے لئے ابتدائی اتقا جس کو طالب صادق اپنے

ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علّت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ یہ نہیں فرمایا کہ ھدًی للفاسقین یا ھدًی للکافرین۔ ابتدائی تقویٰ جس کے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اس کی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولّد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامّہ اور ربوبیّت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ جس سے متقی تولّد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اس کے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولّد ثالث پاتا ہے۔ فتدبّر۔" (روحانی خزائن جلد ۳ حاشیہ صفحہ ۵۵۰، ۵۵۱)

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی ادبی عظمت پر حلفیہ شہادت

(جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے قلم سے)

"میری عمر اب ۷۲ برس کی ہے اور میں نے بچپن سے لیکر اس وقت تک تمام اردو لٹریچر کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اپنی ساری عمر اس دھن اور شوق سے بسر کر دی ہے۔ نہ صرف میں نے مطالعہ کیا ہے بلکہ ہزاروں مضامین بھی ملک کے بلندپایہ جرائد میں وقتاً فوقتاً لکھے ہیں۔ متفرق اور مختلف مضامین کے علاوہ تصنیفی میدان میں بھی کچھ کم کام نہیں کیا۔۔۔۔ مگر ایماناً اور حلفاً اس حقیقت کا اظہار اپنی ساری عمر کے تجربہ کے بعد کرتا ہوں کہ کسی بھی ادیب اور انشاپرداز کے مضامین میں میں نے وہ شوکت الفاظ، ندرت بیان اور جذب و اثر نہیں دیکھا جیسا میں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے کلام میں مشاہدہ کیا۔۔۔۔ جب میں نے احمدیت کو قبول کیا اور بیعت کر لی تو پھر یک قلم میرے دل سے حضرت اقدسؑ کے مقابلہ میں تمام ادیبوں اور انشاپردازوں کی وقعت جاتی رہی۔ اور آج میں علیٰ وجہ البصیرت یقین کرتا ہوں کہ اردو کا کوئی بھی ادیب حضرت سلطان القلمؑ کا مقابلہ ادب و انشاپردازی میں نہیں کر سکتا اور ہرگز نہیں کر سکتا۔ قرآنی معارف اور الٰہی نکات کی تو بات الگ رہی۔ کیونکہ اگر قرآنی حقائق بیان کرنے میں کوئی اور بھی حضرت اقدسؑ کا مقابلہ کر سکتا ہے تو پھر آپؑ خدا کی طرف سے نہیں"

(حیات قمر الانبیاءؓ صفحہ ۵۷-۵۸)

تبصرہ نگار کے قلم سے

نئی کتابیں

(تبصرہ کے لئے ہر کتاب و رسالہ کی دو جلدوں کا آنا ضروری ھے)

ا۔ سیرۃ ابن ہشام (اردو ترجمہ)۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ کامل قرار دیا ہے اور اتباعِ نبوی کو تکمیلِ دین کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ موجودہ دور میں جو نام نہاد مغربی تہذیب کی لپیٹ میں ہے مسلمانوں کی مذہب سے وابستگی اور عقیدت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی اسلئے اس دور میں ہر ایسی کوشش کو بہت سراہا جائیگا جو اسلام کی حقیقت اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرے۔ زیرِ نظر کتاب سیرۃ ابن ہشام اسی مبارک جد و جہد کی ایک کڑی ہے۔

سیرۃ ابن ہشام ان چند مشہور و معروف کتب میں سے ایک ہے جو صوری، معنوی اور تحقیقی اعتبار سے ثقہ ہونے کی وجہ سے ہر طبقہ سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ہماری نظر میں یہ کتاب ٹھوس اور مستند مواد پر مشتمل ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے بیان کے ساتھ ساتھ بڑی خوبی سے سیرت کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ علامہ ابن ہشام کے قلم نے جہاں لغزش کھائی ہے فاضل مترجم و مرتب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ان تمام مواقع پر اصلاحی نوٹ شامل کر کے کتاب کا تحقیقی معیار اور بلند کر دیا ہے۔ سیرۃ نبوی کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کرنے کے لئے یہ ایک جامع کتاب ہے۔

زیرِ نظر کتاب دوسرا ایڈیشن ہے۔ سہ رنگا خوبصورت گرد پوش سے مزین بڑی تقطیع کے ۴۲۲ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب پندرہ روپے میں مقبول اکیڈمی شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے مل سکتی ہے۔ کتابت و طباعت بہت دلکش اور جلد مضبوط ہے۔

۲۔ نزہۃ الخواطر۔ زیرِ نظر کتاب برصغیر ہند و پاک کے مشہور عالم مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی کی تصنیف ہے۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے جس کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا مقبول اکیڈمی نے اہتمام کیا ہے۔ یہ کتاب اس سلسلہ کی پہلی جلد ہے جس میں بقول ناشر "برصغیر پاک و ہند کے گیارہ سال کی مدت کے اکابر عالم اور مشاہیرِ فن اور اجل علماء کا مستند اور جامع دمانع تذکرہ ہے۔"

صفحات ۴۲۲ قیمت ۹ روپے۔ کتابت و طباعت اعلیٰ۔ مقبول اکیڈمی شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے طلب فرمائیں۔

۳۔ نبیوں کا چاند۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی سیرت پر متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں "نبیوں کا چاند" کتاب بھی اسی موضوع پر ہے جو مکرم فضل الرحمٰن صاحب نعیم کی تالیف کردہ ہے۔ اس میں حضرت میاں صاحبؓ کی سیرت اور حالات کو بڑی عمدگی اور ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ کتاب مختصر ہے لیکن یہی اس کتاب کی خوبی ہے کہ اختصار کے باوجود سیرت کے قریباً تمام پہلوؤں کا تذکرہ اس میں آگیا ہے۔ یہ کتاب ما قل و دل کی مصداق ہے اور ایک نشست میں حضرت میاں صاحبؓ کی سیرت کے مطالعہ کے لئے ایک بہترین مجموعہ ہے۔ مؤلف کی طرزِ تحریر سہل اور رواں ہے۔ واقعات کی ترتیب عمدہ ہے بعض قلمی خطوط کا عکس بھی شامل ہے۔ صفحات ۱۷۶، کاغذ سفید، کتابت و طباعت عمدہ۔ ٹائیٹل دیدہ زیب اور خوبصورت، تصاویر سے مزین۔ قیمت پونے دو روپے۔ ملنے کا پتہ:- اتالیق منزل ربوہ +

تحریکِ دُعا

الفرقان کے خاص مُعاونین

ربوہ - دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم ۔ اے
- جناب رشیق احمد صاحب ثاقب ایم ۔ ایس سی
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب مبلغ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی ۔ اے ایل ایل بی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم ۔ اے عاما
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ
- حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی ۔ اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

- جناب سید شہامت علی صاحب سابق متعدد
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آف سیالکوٹ
- جناب ڈاکٹر ظہور دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری نذر الدین صاحب عاقل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری مبارک علی صاحب (امور عامہ)
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب
- جناب حاجی محمد الدین صاحب درویش مرحوم

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب لسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم صاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۲۸ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب بیرا منڈی کھور روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ہیکجہ ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب باحق ٹریڈرز
- جناب چوہدری مجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد المجید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر عبد الحق صاحب ایم ۔ بی بی ۔ ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فیصل
- جناب محمد عثمان صاحب بکشی میکش
- جناب ایس ۔ ڈی شیخ صاحب کوثر
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ

- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر عبد العزیز بھٹی صاحب سمن آباد
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان "
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد مرحوم
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب چوہدری منور لطف اللہ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم ۔ اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
- جناب کیپٹن اے ۔ یو ۔ زبیدہ احمد صاحب

- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب رفیق احمد صاحب بلوچی نیا محلہ
- جناب محی الدین صاحب بابار ڈاروڈ
- جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
- جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈھوکی روڈ
- جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
- جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب خاکی بی۔ اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
- جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
- جناب میجر عبد الحیٔ صاحب پریم گلی
- جناب میاں ضیاء الدین صاحب

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی اختر صاحب مرحوم
- جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب امیر جماعت
- جناب پیر نصیر احمد صاحب بلڈ نو فورمین
- جناب چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم۔ اے
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم ڈی ٹی بوریوالہ
- جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ
- جناب شیخ محمد منیر صاحب اسد۔ دنیا پور
- جناب چوہدری منور احمد صاحب حرم گیٹ
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اوجگا بیڈ کمپنی
- جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان خانیوال
- جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
- جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
- جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری بہر

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد خیالوی مریدکے
- جناب حافظ عبد الواحد صاحب ایم۔ اے بی ٹی
- جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو ملیریا آفیسر
- جناب چوہدری محمد طفیل صاحب پٹواری ننکانہ

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبد الرحمٰن صاحب صابر منیجر سنگر مشین
- جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب باگڑ وزیر آباد
- جناب میاں برکت علی غلام علی صاحبان ،،
- جناب شیخ مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز ،،
- جناب ملک منظور احمد صاحب ،،
- جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان ،،
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب جیرہ زوالہ
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب تھانہ بازار
- جناب چوہدری اشرف علی صاحب ہیڈ ماسٹر ترالی والا
- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
- جناب سید سجاد حیدر صاحب فاروق نگر (ربوہ)
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد
- جناب بشیر احمد صاحب ایگزیکٹو انجینئر گوجرانوالہ
- جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر ،،
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک ،،
- جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب ،،

ضلع جہلم

- جناب شیخ خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ
- جناب شیخ عبد الحق صاحب ٹنڈ بازار
- جناب اللہ داد مبارک احمد صاحبان چکوال

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب چوہدری عبد المالک صاحب کھاریاں
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب منڈی بہاؤ الدین۔
- جناب پیر منیر احمد صاحب فوڈ گرین انسپکٹر گجرات
- جناب مرزا اصغر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال

ضلع سیالکوٹ

- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ [illegible]
- تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ
- جناب بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت۔
- جناب حکیم سید میر احمد شاہ صاحب
- جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈرائنگ [illegible]
- جناب کیپٹن بشارت احمد صاحب سیالکوٹ
- جناب چوہدری عبد الستار صاحب درگانوالی
- جناب میاں سلطان احمد خان صاحب منڈیکے گورایہ
- جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
- جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
- جناب رانا عبد الحمید خان صاحب کنجروڑ

کوئٹہ

- جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
- جناب شیخ عبد الاحد صاحب تاجر
- مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
- جناب الحاج خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب
- جناب محمد عبد الحق صاحب نجومی میڈیکل ہال
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- جناب خان عبد الوحید خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ڈی۔ ایچ۔ بی
- جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
- جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب
- جناب عطاء الحق خان صاحب منصفی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سرحد

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
- جناب نصیر احمد خان صاحب [illegible]

• جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب "
• جناب عبدالحمید صاحب رئیس "
• جناب علاؤالدین صاحب گوٹھ علاؤالدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب حاجی قمر الدین صاحب "
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خان مری
• جناب چوہدری نصراللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری تیجے خان صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص۔
• جناب بابو عبدالغفار صاحب حیدرآباد
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین
• جناب فضل الرحمٰن خان صاحب
ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد۔

• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب "
• پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان۔ "
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کوونڈی
• جناب مولوی عبدالحق صاحب "
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد
• جناب ملک رشید الدین صاحب خیرپور

بہاولپور

• جناب عزیز محمد خان صاحب بہادرکوٹ (لاہور)
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف
• جناب مرزا ارشد بیگ صاحب بہاولپور

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
• محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب شوافریقن کمپنی
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۱۲ مارکیٹ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی۔
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔ آر ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب بھٹہ
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب (لاہور)
• جناب مولوی صدرالدین احمد صاحب
• محترمہ حبیبہ بیگم اہلیہ " " "
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب شاہنواز لمیٹڈ
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر سٹرل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب مرکنٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ
• جناب عبدالرحیم صاحب ہوش مارٹن روڈ
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی نائب امیر جماعت
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
• جناب حاجی رشید احمد صاحب
• جناب کرنل احمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
• جناب چوہدری آفتاب احمد صاحب کوڑیر روڈ
• جناب مرزا عبدالوحید صاحب لاری کوارٹرز
• محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خان صاحب
• جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
• جناب بشارت احمد صاحب ماڑی پور
• جناب بابو عنایت اللہ صاحب

بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام مصطفٰے احمد دین صاحبان چک 184/L-R
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور سوڈا بستی۔
• جناب چوہدری غلام قادر صاحب اینڈ کمپنی ہارون آباد۔
• جناب چوہدری علم دین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک 166/7-R
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد۔
• جناب چوہدری علی شیر صاحب چک ۱۹۹ مراد
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک 103/6-R

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
• جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن خان صاحب فاضل پشاور
• جناب عبدالستار صاحب قریشی بنوں

لائلپور

• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق مرحوم جڑانوالہ
• جناب الحاج شیخ عبداللطیف صاحب لائلپور
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغ دین صاحب

چک ۲۹۴ گ۔ ب۔

دیگر اضلاع

- جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
- جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ "
- جناب شیخ محمد صاحب سکول ریالہ اسٹیٹ
- جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
- جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی
- جناب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
- جناب محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ "
- جناب محمد لطیف صاحب کانڈار "
- جناب محمد اسمٰعیل صاحب چمن بلوچستان
- جناب سید حسین شاہ صاحب عارف والہ
- جناب محمد یوسف صاحب تربت مکران
- جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
- جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم "
- جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب منٹگمری

مشرقی پاکستان

- جناب مولوی ابوالصلاح محمد صاحب بی۔اے امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان۔
- جناب ایس۔ایم حسن صاحب ڈھاکہ
- جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
- جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
- جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
- جناب شیخ عبدالحمید صاحب "
- جناب ملک محمد طفیل صاحب "
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ ڈھاکہ۔
- جناب سید سہیل احمد صاحب چٹاگانگ ڈپٹی ڈائرکٹر ڈھاکہ۔
- جناب چوہدری لطیف احمد صاحب ملا برگرام
- جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
- جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔پی ایچ نارائن گنج۔
- جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج۔
- جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سیفی
- جناب ملا فضل کریم صاحب
- جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
- جناب شیخ ظفر احمد صاحب میان اینڈ کمپنی ڈھاکہ۔
- جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
- جناب چوہدری احسان اللہ صاحب "
- جناب میاں محمد انور، ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
- جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
- محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ "
- جناب محمد اسحٰق صاحب قریشی "
- جناب میجر جی۔ ایم اقبال صاحب چٹاگانگ

بھارت

- جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
- جناب مولانا بشیر احمد صاحب دہلی
- جناب محمد صدیق صاحب فانی پونچھ
- جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ
- جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
- جناب کمال الدین صاحب مدراس
- جناب محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی ایل ایل بی حیدرآباد۔
- جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
- جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
- جناب میاں محمد عمر صاحب بنجاب ٹورز کلکتہ
- جناب میاں محمد بشیر صاحب بھاگل "
- جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
- جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
- جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
- جناب محمد عبدالغنی صاحب "
- جناب بالو تاج دین صاحب سرینگر
- جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
- جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب "
- جناب محمد مجید صاحب سونگھڑ کانپور

لنڈن

- جناب چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب
- جناب عبدالعزیز عزیز دین صاحب
- جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن۔

دیگر ممالک

- جناب صالح الشبیبی النہدی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا۔
- محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشبیبی صاحب۔
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی کماسی۔ غانا۔
- جناب مسٹر ناظم خان صاحب عمودی مشرقی افریقہ
- جناب فتحار احمد صاحب آیازکویہ
- جناب ایم۔ ایظفر صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس طابورہ۔ ٹانگانیکا۔
- جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر روز ہل۔ ماریشس۔ حال ربوہ۔
- جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت
- جناب ایم۔اے ہاشمی صاحب "
- جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ
- احمدیہ مسلم مشن۔ نائیجیریا۔
- جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
- جناب عبدالغفور رحمٰن بخش صاحب امریکہ
- جناب عبدالعزیز رحمٰن بخش صاحب "
- جناب ایم۔ اے۔ ندیم صاحب نیروبی
- جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر گرینڈ ویل امریکہ
- جناب ڈاکٹر ایس۔اے لطیف عدن ÷

ثاقب زیروی
کی
نعتوں ○ غزلوں ○ نظموں
کا حسین مجموعہ
"شہابِ ثاقب"
قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف پانچ روپے
مکتبہ "لاہور" بیڈن روڈ - لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے
نورکاجل
○ آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
○ نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
○ آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
○ آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
○ خارش، پانی بہنا، بھنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔
بوقتِ ضرور ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں!
قیمت فی شیشی ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ - ربوہ

الفردوس
انارکلی میں
لیڈیز کپڑے کے لئے
آپ کی اپنی
دکان ھے
"الفردوس"
۸۵ - انارکلی - لاہور

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل، کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں!

- گلوب ٹمبر کارپوریشن ــــ ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۶۲۶۱۸
- سٹار ٹمبر سٹور ــــ ۹۰ فیروز پور روڈ۔ لاہور
- لائلپور ٹمبر سٹور ــــ رابعاہ روڈ لائلپور۔ فون نمبر ۳۸۰۰

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے!

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی ــــ اوّلین ــــ شہرۂ آفاق

حب اٹھرا۔ رجسٹرڈ

مکمل کورس پونے چودہ روپے

زد جام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۴ روپے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت ایکماہ خوراک ۳ روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

رشید آئل گیزرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت اور افراطِ حرارت

دنیا بھر میں بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز۔ ٹرنک بازار سیالکوٹ

تبادلہ کتب

احمدیہ بکڈپو قادیان کے پاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اکثر نادر و نایاب کتب کے علاوہ اخبارات و رسائل کے پرانے فائل اور پرچے معقول تعداد میں موجود ہیں۔ اس کے مقابل پر ربوہ کی نو مطبوعہ اکثر کتب کی بکڈپو کو ضرورت ہے لائبریریاں مکمل کرنے والی جماعتیں یا احباب اس عمدہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ضرورت کی کتب کا تبادلہ ربوہ کی مطبوعہ مطلوبہ کتب کے ساتھ کر کے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

فہرست ماسٹر ظہور احمد صاحب ڈرائنگ ماسٹر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ سے طلب کریں۔

عبد العظیم مالک احمدیہ بک ڈپو۔ قادیان

مکتبہ الفرقان کی

چند نہایت مفید کتابیں

۱۔ تفہیماتِ ربانیہ۔ تمام اعتراضوں کے جوابات ——
حجم ۸۴۴ صفحات قیمت سفید کاغذ ۱۱/- روپے اخباری ۶/-

۲۔ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین ——
مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت کا مکمل اور مسکت جواب
—— قیمت دو روپے

۳۔ اسلام پر ایک نظر۔ ایک اطالوی مستشرق کا
نہایت قیمتی رسالہ —— قیمت ۱۲ پیسے

نوٹ:۔ سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب آپ مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب فرمائیں —— (مکتبہ الفرقان ربوہ)

(طابع و ناشر:۔ ابو العطاء جالندھری۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفرقان۔ ربوہ)

الحاج مولوی محمد اسماعیل صاحب آف یادگیر مرحوم

جناب مصلح الدین صاحب سعدی مرحوم آف چاٹگانگ

نوٹ: دونوں کے مختصر حالات اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

تفہیماتِ ربانیہ

اس کتاب میں مخالفین سلسلہ کے جملہ اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفراللہ خانصاحب نے تحریر فرمایا:۔

''الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تفہیمات ربانیہ شروع سے آخر تک پڑھ لینے کی فرصت اور توفیق عطا فرمائی جس سے خاکسار نے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔۔۔۔۔ خاکسار نے یکم جنوری یعنی سال کے پہلے دن جو جمعہ کا دن تھا نماز جمعہ کے بعد جماعت لاہور کو تفہیمات ربانیہ کی قدر و منزلت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ خاکسار

ظفراللہ خان''

کتاب کا دوسرا ایڈیشن قریب الاختتام ہے جلد طلب فرماویں۔ حجم ۸۲۴ صفحات قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے قیمت اخباری کاغذ آٹھ روپے محصولڈاک و رجسٹری دو روپے

مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ

Monthly **"AL-FURQAN"** *Rabwah*

LEADING RELIGIOUS URDU PERIODICAL OF THE
AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM

September, 1965 | Regd. No. L 5708

عیسائی دوستوں کو تبلیغ اسلام

(۱) انگریزی زبان میں تازہ ترین پمفلٹ بنام

"JESUS DID NOT DIE ON THE CROSS"

شائع کیا گیا ہے انگریزی دان دوستوں کے لئے ایک مفید رسالہ ہے ۔

قیمت بیس پیسے صرف

(۲) مباحثہ مصر (انگریزی و اردو) عیسائیت کے بنیادی عقائد پر مصر میں شاندار مباحثہ ہوا تھا ۔

قیمت انگریزی ایک روپیہ پچیس پیسے
قیمت اردو صرف باسٹھ پیسے

(۳) تحریری مناظرہ الوہیت مسیح پر پادری عبدالحق صاحب اور مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا قابل دید مناظرہ ۔

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

(۴) الفرقان کا عیسائیت نمبر متعدد اہل علم کے قیمتی مقالات کا مجموعہ

قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبہ الفرقان ربوہ ۔ پاکستان

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔